یادگار

سوانح عمری مشاہیر عالم

مولفہ

احمد جان زاہدی المتخلص بہ تبسم ساکن شہر میرٹھ

اڈیٹر اخبار جلوہ طور

مطبع خیر المطالع میرٹھ میں چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیثاغورث

یہ عالی مرتبہ اور گران پایہ حکیم ان فخر روزگار اور ہمیشہ زندہ رہنے والے یونانی فلسفیون مین سے ہے جو یونان کے دور اولین مین تھے۔ سقراط سے ایک سو سال پیشتر اور حضرت ختم المرسلین کے ظہور عالم سے تقریباً ۱۱۴۰ سال قبل اس فاضل حکیم نے عرصہ عالم مین قدم رکھا فیثاغورث جزیرہ ساموس مین جو ایشیائے یونان کے مغربی جانب ہے پیدا ہوا تھا۔ یونان مین اس حکیم کا نام مختلف لغوی اختلاف سے مشہور تھا بعض فوثاغورث اور بعض فوثاغورث کہتے تھے مگر سب کے نزدیک فیثاغورث نام مشہور تھا۔

فیثاغورس کے باپ کا نام مینسارچوس تھا اور مقام صور مین رہتا تھا۔ اس حکیم کی ماں ساموس کی شریف زادی تھی جسکا نام یوتالیس تھا۔ جو اجقانوس نامی اک مرفع الحال شخص کی بیٹی تھی۔ مینسارچوس کے تین لڑکے تھے جسمین سب سے چھوٹا فیثاغورث تھا۔ اتفاقاً تین قومین تیمیون یمیقرون اور سقورون کہلاتے تھین شہر صور پر حملہ آور ہوئین اور یہ تینون قومین صور کی مالک بن گئین۔ تسلط ہونے پر ان قومون نے اصلی باشندون کو جلاوطن کرنا شروع کیا جن مین بیچارہ مینسارچوس بھی معہ اپنی بیوی بچونکے گھر سے بے گھر کیا گیا۔

حکیم فیثاغورث کا باپ اس طرح جلاوطن ہوکے شہر ساموس مین جہان اسکی سسرال تھی پہونچا۔ اس زمانہ مین اس شہر کا حاکم اندروقلوس نامی تھا جو بہت رحم دل تھا اسنے مینسارچوس پر بڑی مہربانی کی اور اپنے دربار کے مصاحبین مین شامل کر لیا مینسارچوس اپنی قابلیت کی وجہ سے نہایت قابو یافتہ ہوگیا اور حکمران سے یہان تک ربط ضبط بڑھا کہ حکمران نے فیثاغورث کو متبنےٰ بنالیا۔ راوسی نے اس فاضل حکیم کو جسکے تمام حالات قدرے لکھ رہے ہین بطور خود تعلیم دلائی۔ اندروقلوس نے فیثاغورث کو اخلاق۔ ادب زبان اور علم موسیقی کی تعلیم کے بعد شہر قلبطون کے مشہور حکیم کے پاس علم ہندسہ ہیئت

علم ہئیات اور نجوم کی تعلیم کے لئے بہیجدیا-

فیثاغورث کو جب ان تمام علوم مین جسکو اوسنے اندروفلوس کی نگرانی مین حاصل کئے تہے پوری دستگاہ ہوگئی تو اب اسنے خود اپنی معلومات کو وسیع کرنے کے لئے سفر کی تیاری کی اور اپنے عزیز و اقارب کو چہوڑکے علاقہ سوریا کے شہر ویلیون مین جہان حکیم فاراقودس آلہی رہتا تہا چلا گیا اور اس فاضل حکیم کی شاگردی کا شرف حاصل کیا جب حکیم فاراقودس آلہی کا بہی انتقال ہوگیا ہمارے علم کے متلاشی کو شہر ویلیون سے بہی رخصت ہونا پڑا اور جگہہ جگہہ کی سیر کرتا ہوا مصر ہو نکلا مصر مین آج کل ۳ قسم کے خط مروج تہے ایک عام خط تہا- اور ایک خط بادشاہون کے لئے مخصوص تہا تیسری قسم مین وہ خط شمار کیا جاتا تہا جسے سوائے کاہنون اور مذہبی پیشواؤن کے اور کوئی نہ جانتا تہا فیثاغورث نے مصر مین رہ کے ان تینون قسم کے خطون مین مہارت تامہ حاصل کی اور جب مصر کے سیر سے فارغ ہوگیا تو شام کی طرف کوچ کیا اور سریانی زبان کے علماء سے استفادہ حاصل کرکے ارض بابل چلا گیا- آج کل یہان کلدانیون اور چلدانیون کا دور دورہ تہا جو ستارہ شناسی اور ہئیات مین اپنا جواب نہ رکہتے تہے- فیثاغورث علم ہئیت سے خود بہی بخوبی واقف تہا مگر ارض بابل مین رہ کے اسکا تجربہ اسقدر وسیع ہوگیا کہ کلدانی اور چلدانی بہی اسکے آگے کوئی چیز نہ تہے ارض بابل مصر شام وغیرہ مین پہرتے پہراتے جب فیثاغورث اپنے وطن ساموس مین واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ مصر کے کاہن رموز خداشناسی مین اپنا جواب نہین رکہتے لیکن اس علم کو کاہن لوگ کسی کو تعلیم نہین کرتے- فیثاغورث کو رموز خداشناسی کی تعلیم کا شوق تو پیدا ہوگیا مگر دقت یہ واقع ہوئی کہ کاہن لوگ کسی کو یہ علم سکہاتے نہ تہے- آخر بہت غور و فکر کے بعد فیثاغورس نے یہہ تدبیر سوچی کہ بڑی کوششون سے فولوقراطیس سے جو ساموس مین مذہبی پیشوا اور سب سے بڑا پوجاری تہا سفارشی خط لکہوا لیا اور خط لیکے مصر پہونچا- مصر کے کاہن اس خط کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوگئے اور فیثاغورس کو اپنے علم کی تعلیم دینے پر راضی ہوگئے کاہنون نے فیثاغورث سے اپنی معلومات کو بہت کچہہ پوشیدہ رکہنا چاہا مگر ہمارے فاضل حکیم نے اپنی ذہانت سے خود وہ باتین نکال لین جنکا کاہنون نے

پوشیدہ رکھنا چاہا تھا اور آخرکار بڑی دقت سے رموز خداشناسی کی تعلیم سے فارغ ہوگئے وطن چلا آیا - مصر سے واپس آکے فیثاغورث نے ساموس میں اک دار العلوم قایم کیا اور علم علم ہندسہ اور حکمت کی تعلیم دینی شروع کردی -

علم الٰہی اور معرفت شناسی کا نام فیثاغورث نے فلسفہ کہا تھا اس سے قبل فلسفہ کے لفظ کو کوئی نہ جانتا تھا - اس حساب سے یہ کہنا بالکل ٹھیک ہوگا کہ دنیا میں سب سے پہلا فلسفی فیثاغورث ہے خدا کی نسبت اس حکیم کے خیال متصوفین جیسے تھے اور نماہکر بندقلیس حکیم آلہی یونانی کے اصول کا پیرو تھا علم ہندسہ فیثاغورث نے ہی پہلے پہل یونان میں جاری کیا جسے وہ مصر سے سیکھ کے آیا تھا علم موسیقی کو اگرچہ اس نے غیر قوموں سے حاصل کیا مگر یونانی نغموں اور اوس زبان کی علم موسیقی کی حیثیت سے اسے موجد کا رتبہ حاصل ہے - غالباً یہ اسی حکیم کا ایجاد کیا ہوا مسئلہ ہے کہ علم موسیقی بہ لحاظ اپنی زیر و بم و ترتیب و توالی اصوات کے علم ہندسہ کا ماتحت اور اسی کے صیغہ میں شامل ہے -

فیثاغورث بقاء نفس کا بھی قائل تھا اور ساتھ ہی اسکے دیگر فلسفیان قدیم کی طرح تناسخ کا بھی معتقد تھا سب سے اہم مسئلہ جو آجکل مشہور ہے اور جسکی وجہ سے فیثاغورث کی عقل و دانائی کی تعریف کرنی چاہیئے نظام فلکی ہے جسمیں اوس نے یہ رائے قایم کی تھی کہ آفتاب ایک مرکزی مقام پر قایم ہے اور تمام سیارے معہ زمین کے اوسکے گرد گھومتے ہیں - مگر یہ نظام فلکی جسکے سمجھنے کے لئے عقل و غور کی ضرورت تھی اوس زمانہ میں مقبول نہ ہوا اور برخلاف اسکے بطلیموس حکیم کی رائے جو زمین کو ساکن اور آفتاب کو متحرک بتلاتا تھا مان لی گئی - قرون وسطی تک بطلیموس کی رائے سے سب نے اتفاق کیا مگر علماء اسلام میں سے ابویاسر نے بطلیموس کی رائے کی مخالفت کی مگر افسوس ہے کہ اس قابل کی رائے کو کسی نے نہ مانا - لیکن علماء یورپ کی جدید تحقیقات نے ثابت کردیا فیثاغورث کی رائے جو ابتدا میں قایم ہو چکی تھی بہت ٹھیک ہے -

ساموس میں فیثاغورث کے درس و تدریس کو بہت زمانہ نہ گزرا تھا کہ وہان کا رسے

بڑا مقتدا و دین فوتو قراطیس کا انتقال ہوگیا اور چونکہ فیثاغورث سے زیادہ کوئی عالم فاضل عابد ـ زاہد نہ تہا لہذا سب نے اتفاق کرکے فیثاغورث کو فوتو قراطیس کی جگہہ اپنا پیشوا مقرر کرلیا فیثاغورث کو نہہی امام مقرر ہوئے ابہی تہوڑے دن گزرے تہے اوسی خیال آیا کہ اس قسم کی پابندی اک حکیم کی شان کے بالکل خلاف ہے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی ـ فیثاغورث اپنے عہدہ سے قطعی بیزار ہوگیا اور وطن کو چہوڑکے ملک اٹالیکیہ کی طرف چلاگیا اور وہان کے شہر قروطولیا مین پہونچ کے درس وتدریس کا کام جاری کردیا ـ یہان اس نامور حکیم کی استقدر شہرت ہوئی کہ سواحل افریقہ اور علاقہ بربر تک کے لوگ اسے دیکہنے آتے تہے حکمران اور بادشاہ اس کی وقعت کرتے تہے ـ مگر افسوس ہے کہ اس شہرت نے ہی اس فاضل حکیم کو موت کا مزہ چکہایا ـ جسکا واقعہ اسطرح پر ہے کہ ـ

ایک دن فیثاغورث وعظ کررہا تہا کہ قروطونیا کا ایک رئیس جسکا نام قولون تہا اسکے وعظ مین شامل ہوا مگر جلسہ وعظ مین بہی اس رئیس نے اپنی رئیسانہ تکبر اور امیرانہ نخوت سے کام لیا وہ جلسہ مین اک ممتاز جگہہ پر بیٹہا ہوا تہا ـ اسپر بہی ہر ایک شخص کو حقارت کی نگاہون سے دیکہتا تہا اور سکی زبان حال صاف کہہ رہے تہے کہ مین رئیس ہون اور مجمع کے آدمی میرے سامنے کچہہ حقیقت نہین رکہتے ـ فیثاغورث نہ خود تکبر کو پسند کرتا تہا اور نہ وہ جلسہ وعظ مین کسیکو مغرورانہ حالت مین دیکہنا چاہتا تہا قولون کے اس غرور پر فیثاغورث نے اوسی نبری طرح آڑے ہاتون لیا اور یہان تک اوسے شرمندہ کیا کہ اوسے کچہہ جواب نہ بن پڑا اور اوٹہہ کے چلاگیا ـ

قولون اس جلسہ سے اوٹہہ کے چلا تو گیا مگر اُسے فیثاغورث سے سخت رنج ہوگیا اور اب وہ اس فکر مین ہوگیا کہ جسطرح ہوسکے اوسکو یہان سے نکلوادیا جائے یا قتل کرادیا جائے ـ اوس نے تمام لوگون مین یہ مشہور کردیا کہ فیثاغورث بددین اور کافر ہے وہ پوشیدہ ہمارے دیوتاؤن کو بُرا کہتا ہے وعظ مین لوگون کو اپنے عقائد سے توبہ کرنے کی نصیحت

کرتا ہے۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام لوگ اس بڈھے حکیم کی جان کے دشمن ہو گئے۔ اس زمانہ مین جبکہ دشمنی کی آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ ایک دن فیثاغورث ایک مکان مین وعظ کہہ رہا تھا کہ لوگون کو خبر ہو گئی اور شہر کے مخالفون کی ایک بہت بڑی جماعت نے اوس مکان کا محاصرہ کر لیا اور نیز اس حکیم کے صدہا شاگردون کو مار ڈالا۔

خوش نصیبی سے فیثاغورث اس ہنگامہ سے بچ کے بھاگ نکلا۔ اور قروطونیا سے جان بچا کے فالودنیا مین چلا گیا۔ جب اس جگہ بھی اسکے دشمنون نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا تو ناچار فیثاغورث کو بھاگ کے میطاپونطیون نامی شہر مین جانا پڑا۔ مخالفت کی آگ چارون طرف لگ چکی تھی یہ فاضل حکیم اپنے عالم ضعیفی مین ٹھوکرین کھاتا ہوا جہان بھی پہونچتا تھا اسکے جان کے خواہان موجود ہو جاتے تھے کہتے ہین کہ جب فیثاغورس میطاپونطیون مین پہونچا تو لوگون نے یہان بھی اسکو پناہ نہ دی اور مکان کو چارون طرف سے گھیر لیا آخر کار اصل یہ ہے کہ دشمن عبادت خانہ مین جا چھپے مستاویت کے ہیکل استان مین جو ایک بڑا مندر تھا جا چھپا۔ مگر اس بے گناہ پر کسی نے ترس نہ کھایا اور چالیس روز تک محض اس حکیم اور اوس کے شاگردون کو قتل کرنے کے لئے ہیکل کا محاصرہ کیا گیا اور جب چالیس دن مین بھی فیثاغورث اور اوسکے شاگردون نے اُس ہیکل سے باہر قدم نہ رکھا تو مجبور مخالفین نے اس ہیکل مین آگ دیدی جہان فیثاغورث اور اوسکے رفیق شاگرد جلکے رہ گئے۔

کہتے ہین کہ فیثاغورث بابل کے بادشاہ کورس کے عہد مین جوان تھا۔ فیثاغورث ۲ برس تک وطن مین رہا پھر ملک اٹالیہ مین چلا گیا جہان مختلف علوم کے تعلیم دیتا رہا۔ حضرت رسالت پناہی سے ۴۷۰۱ سال قبل قروطونیا کے لوگون کے ہاتھ سے شہید ہوا۔

بقراط

بقراط دنیا مین سب سے پہلا شخص ہے جس نے علم طب کی باقاعدہ بنیاد ڈالی۔ اس سے پہلے چند مخصوص امراض کا علاج اسکے خاندان کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اور یہ علاج بقراط کے خاندان

مین ہمدود تہا بقراط کے باپ کا نام ایرقلیدس بتلایا جاتا ہے بقراط حضرت مسیح سے ۴۶۰ سال قبل مقام قوس مین پیدا ہوا تہا جالینوس کا بیان ہے کہ طب کے علاوہ بقراط علم ہیئت اور نجوم مین بہی اعلیٰ دستگاہ رکہتا تہا - بیماریون کی تشریح اور اونکی وجہ بیان کرنی اسی حکیم کا کام تہا اس سے پہلے ان تمام باتون پر تاریکی چہائی ہوئی تہی - سب سے پہلا وہ شخص جسنے امراض جسمانی کا استقرار و استنباط اور انکا علاج بتلایا حکیم بقراط ہی تہا -

بقراط نے اپنی تمام زندگی علم طب کے اصول بنانے اور تجربہ اور مشاہدات کے بموجب تشخیص امراض اور ادویہ کا اثر تحریر کرنے مین صرف کی - بقراط کی تاریخ وفات ۳۶۱ سال قبل حضرت مسیح بتلائی جاتی ہے جو فالج کی بیماری سے واقعہ ہوئی -

بقراط کے مقام دفن مین مورخین کا بہت بڑا اختلاف تہا - مگر اکثر مورخین کا اتفاق اسپر ہے کہ بقراط کی قبر یونان کے صوبہ تہسلی کے صدر مقام لارلیسہ مین ہے حال مین بلا لحاظ قبر بندی وفات پر مقام لارلیسہ مین ایک بازار بطور یادگار تعمیر کیا گیا ہے جہان سے ایک پرانی قبر برآمد ہوئی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ قبر بقراط کی ہے - اس قبر کی خاص نگرانی کا انتظام کر دیا گیا ہے اور یقین ہے کہ اس فاضل اور علم طب کے بانی کا خاکی نشان کچھ صدیون تک پھر نظر آتا رہے گا -

افلاطون

افلاطون حضرت عیسےٰ سے ۴۲۸ برس پہلے پیدا ہوا تہا اور اوسکا ظہور دنیا کی پیدائش کے ۳۵۷۶ برس بعد شمار کیا جاتا ہے افلاطون کے والدین بڑے دولتمند نہ تہے بلکہ معمولی طور سے شریفانہ زندگی بسر کرتے تہے اوس زمانہ مین یونانیون کا قاعدہ تہا کہ جب رعایا مین کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تہا تو اکثر لوگ اوسکے قوار جسمانی اور دماغی قابلیت کا اندازہ کرکے حکم لگاتے تہے اور چونکہ جنگی قوانین کی پابندی لازمی تہی اور اسیطرح تعلیم علوم نے بہی حد سے زیادہ ترقی کرلی تہی اسلئے اگر اکثر اپنے اندازہ سے لڑکے مین جنگی یا دماغی قابلیت کا اثر پاتے اوسے

چھوڑ دیتے تھے نہیں تو اوسکے ماں باپ سے جبراً چھین کے لڑکے کو قتل کر دیا جاتا تھا۔
دستور کے موافق افلاطون کا بھی ڈاکٹروں نے ملاحظہ کیا اور جب ہر طرح سے اسے ہونہار
دیکھا تو اسکے ماں باپ کے سپرد کر دیا گیا۔ اور یونانی طریقہ سے افلاطون پرورش پانے لگا۔
دس برس کی عمر میں افلاطون کو مکتب میں بٹھایا گیا۔ افلاطون میں ذہنی قابلیت موجود تھی
تھوڑے ہی عرصہ میں مکتب کے دوسرے لڑکوں پر سبقت حاصل کر لی۔ یہانتک کہ اوستاد نے
اسکو ایسا ذہین دیکھ کے اسکے خاص طور سے نگرانی شروع کی اور اوسکے خورد و نوش کا خرچ بھی
اپنے ذمہ لے لیا۔ اور اسطرح افلاطون کی متوسط درجہ کی زندگی بسر کرنے والی والدین کو افلاطون
کی تعلیم اور خورد و نوش کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔
افلاطون نے تھوڑے دنوں میں نجوم۔ مصوری اور علم موسیقی میں اعلی دستگاہ
حاصل کر لی۔ جب افلاطون کی عمر ۲۵ - برس کی ہوئی تو اوسے اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ سبب یہ ہوا
حاکم وقت یہ چاہتا تھا کہ افلاطون انتظام سلطنت میں میرا ہاتھ بٹاوے اور وہ مشاغل علمی سے
کسی چیز کو اچھا نہ سمجھتا تھا۔ آخرکار حاکم کے ظلم اور سختی سے تنگ آکے بمقام مغارا۔ اقلیدس
کے پاس چلا گیا۔ مگر جب یہاں بھی بادشاہ کے دست تظلم سے اوسے نجات نہ ملی تو بھاگ کے
بمقام سیرین پہونچا اور یہاں اوسنے تھوڈورس سے جو بڑا نامی ریاضی دان تھا علم
ریاضی کو حاصل کیا۔
جب افلاطون سیرین میں رہتے رہتے اکتا گیا تو مصر کی جانب روانہ ہوا مصر میں پہونچا ہی تھا
کہ یہودی مادریوں سے جو اسکی شہرت پہلے سن چکے تھے مناظرہ شروع ہو گیا۔ اور جب مادریوں
کی افلاطون کے آگے کچھ نہ چلی تو وہ اسکے دشمن بن گئے جس سے افلاطون کو مصر بھی چھوڑنا
پڑا اور بھاگ کے گریشیا میگنا میں جو اطالیا کا ایک حصہ ہے چلا گیا۔ جہاں فی زمانا
ملی ٹاس پیر نیم ۳ بڑے مشہور حکیم رہتے تھے جنھوں نے حکیم فیثاغورس کے نام کو زندہ
رکھا تھا۔ گریشیا میں افلاطون ہمیشہ علمی مجالس میں شریک ہوتا رہتا تھا اور زیادہ تر

ان حکیمون کے درس تدریس کا طریقہ دیکھا کرتا تھا یہان کے قیام میں افلاطون کو ہزار ہا تجربے ہوئے جنسے اوسکو خدا کی لازوال قوتون اور کبریائی پر پورا یقین ہوگیا اس سے پہلے وہ نہ کسی معجزہ کو مانتا تھا نہ اوسے خدا کے وجود پر اعتقاد تھا۔

کریٹیا کے رہنے سے جب افلاطون کا جی گہبرا گیا تو جزیرہ سسلی چلا گیا اور ادہر ادہر سیر کرتا ہوا اپنے عمر کے آخری حصہ مین اپنے وطن مقام ایتھنس مین واپس چلا آیا ایتھنس مین ابھی تک عایا پر وہی ظلم ہوتے تھے جنکے خوف سے افلاطون نے سفر اختیار کیا تھا اسلئے اوسنے بجائے ایتھنس مین رہنے کے یکی ویمی نامی قصبہ مین رہنا اختیار کیا اور سلسلہ تعلیم شروع کردیا افلاطون نے ۳ فلسفیون کے مشترکہ اصول سے ایک نتیجہ نکال کے اوسے اپنا مذہب بنا لیا تھا زیادہ تر ہیرقلیٹس حکیم کی تقلید کرتا تھا اور بعض مسئلہ مین حکیم فیثاغورث کی رائے سے اتفاق تھا۔ اسکا مذہب یہ تھا کہ دنیا کی ہر شے اپنی ضد سے پیدا ہوئی ہے۔ روح فانی نہین۔ فرشتون کا وجود ہے ہر ایک انسان اپنے اعمال کے مطابق سزا جزا کا مستحق ہے۔ افلاطون تناسخ کے مسئلہ کو نہین مانتا تھا۔

افلاطون جسطرح اور علوم کو جانتا تھا اسی طرح منطق مین بھی اعلی دستگاہ رکھتا تھا۔ افلاطون اک زبردست شاعر بھی تھا مگر اسکے اشعار ایسے پیچیدہ ہین کہ عام فہم کا آدمی اونہین سمجھ نہین سکتا افلاطون کی معاشرت بالکل سادہ تھی نہایت سادہ کھانا کھاتا اور سادہ کپڑون مین رہا کرتا تھا اوسے اپنی صحت کا سب سے زیادہ خیال رہتا تھا افلاطون نے ۲ عورتون سے شادی کی مگر اوسکی آخری عمر مین اوسکی ایک بیوی بھی زندہ نہ رہی جس عورت سے اوسنے مصر مین شادی کی تھی وہ قوم کی یہودن تھی کہتے ہین کہ یہ لڑکی گانے مین اپنا جواب نہ رکھتی تھی افلاطون کو اس عورت کی وجہ سے علم موسیقی مین اور بھی مہارت ہوگئی تھی۔ اوسکی دوسری بیوی کو نیچرل سائنس مین کمال حاصل تھا جس سے بڑی مدد ملتی تھی۔ ۳ لڑکے ہوئے اک تو پڑہ بڑہ کے دہریہ ہوگیا اور دو لڑکے بالکل جاہل رہے۔

ہر چند کہ افلاطون سیدہے سادے لباس مین رہتا تہا مگر عام پسند خصلتین اوسمین نہ تہین وہ
نہایت مدمغ شخص تہا جسکی وجہ سے خاص خاص آدمی ہی اوس سے ملکی خوش ہو سکتے تہے وہ
عام آدمیون سے ملنا پسند نہین کرتا تہا اور اسی لئے اوس نے عام اصلاح کی طرف کبہی
توجہ نہین کی —

یہ بات کہ جب افلاطون عام لوگون سے ملنا پسند نہین کرتا تہا اور خاص خاص لوگ اوسکی صحبت
سے خوش ہو سکتے تہے تو اوسکے خیالات عام لوگون مین کیون پہیل گئے کچہہ کہٹکتی ہوئی بات ہے اسکے
متعلق لارڈ بیلن لکہتے ہین انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ آرام زیادہ چاہتی ہے —
اسلئے افلاطون کے خیالات کا لوگون پر بہت جلد اثر پڑگیا - اوسکی تعلیم یہ ہے کہ ہاتہ پر ہاتہ
رکہے ہوئے بیٹہے رہو اور سوائے خدا خدا کرنے کے کسی کام سے کچہہ غرض مت رکہو - اپنے تمام
قوتون کو معطل کردو - ہر چند کہ یہ الفاظ اوسنے بالکل صاف صاف نہین لکہے - مگر اوسکی
مضمون اور تعلیم کا اگر نتیجہ نکل سکتا ہے تو بس اتنا ہے —

افلاطون خدا کی وحدانیت پر ایمان رکہتا تہا مگر نبی یا اوسکے معجزہ کا منکر تہا - تاریخ سے
ثابت ہوتا ہے کہ افلاطون مافوق الفطرت باتون کا قائل تہا مگر تعجب ہے کہ اوسنے انبیاء
علیہ السلام کی معجزات کو نہین مانا - بت پرستی کی رسم جو اوسکے زمانہ مین کثرت سے جاری
تہی اوسنے اوسکی نہ برائی کی نہ بہلائی اور اس خیال سے اکثرون کا اعتقاد ہے کہ افلاطون
کا میلان طبیعت بت پرستی کی طرف بہی تہا —

افلاطون نے کسیقدر علم طب کو بہی حاصل کیا تہا مگر جیسا اکثر کہانیان افلاطون کی طرف
منسوب کی جاتی ہین اونکا کسی تاریخ سے پتہ نہین چلتا - افلاطون کو صرف اخلاقی فلسفہ معنوی
اور موسیقی مین کمال حاصل تہا علم طب مین اوسے ایسی مہارت نہ تہی جیسا اوس کے نام
سے مشہور ہے —

افلاطون کا دنیا کی پیدائش سے ۳۶۵۶ برس بعد ۸۱ برس کی عمر مین انتقال ہوا - اوسکے

کا شاگرد بہت تہے مگر یہ شاگردون سے جنکا نام اسپیوسی پس - جلیڈن اور ارسطو تہا اوسے بہت محبت تہی اور تینون شاگردون نے افلاطون سے جو کچھ حاصل کیا وہ بعد شاگردون کو نصیب نہین ہوا-

فردوسی

فردوسی کا اصلی نام ابوالقاسم منصور ہے مگر اسکا تخلص ایسا مشہور ہوگیا ہے کہ بہت کم آدمی ایسے ہین جو اسکے اصلی نام سے واقف ہون فردوسی طوس کے اک مقام شاداب نامی مین ۳۲۹ ہجری مطابق ۹۴۱ء پیدا ہوا تہا- اس کا باپ مولانا احمد بن مولانا فخرالدین الفردوسی بہت بڑا زمیندار تہا- اور طوس کے قریب جوار مین اسکے بہت سے گاؤن تہے- فردوسی عربی علم مین اعلے دستگاہ رکہتا تہا- علاوہ عربی کے فارسی زبان پہلوی مین بہی مہارت تامہ حاصل تہی- فردوسی کو بچپن ہی سے شعر و شاعری کی طرف دلچسپی تہی اور وہ ابتدا ہی سے اسکی طرف رغبت رکہتا تہا- فردوسی کی تصانیف مین سب سے مشہور شاہنامہ ہے جسمین اوس نے ایرانیون کی جذبات دل اور خیالات کا سچا خاکا اوتارا ہے اور اس سے کیکاؤس پہلی نسل کی ایک فطری حالت معلوم ہوتی ہے-

پانچوین صدی عیسوی مین سب سے پہلے ان واقعات کو ایک ارمنی موسی نامی نے ترتیب دیا تہا یہ شخص خورانی کا رہنے والا نہایت ہی قابل شخص تہا نوشیروان جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بادشاہ تہا اوسکے حکم سے نوشیروان کے خاندانی حالات جمع ہوکر سرکاری کتب خانہ مین محفوظ ہو چکے تہے ساسانی خاندان کی آخری بادشاہ یزدجرد کے زمانہ مین اس دفتر پر نظرثانی کی گئی اور مزید حالات قلم بند کئے گئے اور دہقان دانشور نے اوس کے ساتہ اس کو نئی طرح ترتیب دیا اور اس کتاب کا نام خدینامہ رکہا تہا- جو یزدجرد کی سلطنت کی تباہ اور برباد ہونے پر مسلمانون کے ہاتہ لگا دوسری صدی ہجری مین عبداللہ ابن مقفع نے اس خدینامہ کا فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا- یہ بہت بڑا فاضل ایرانی نژاد تہا جو

مسلمان ہوگیا تہا۔

جب ایرانی النسل شہزادہ یعقوب ابن لیث نے خلافت بغداد کی حکومت سے سبکدوش ہوکر اپنی علیحدہ بادشاہت ایران میں قایم کی تو اوسکے حکم سے شاہان قدیم کے خیالات جمع کئے گئے اور یعقوب کا شاہنامہ ۲۶۱ھ ہجری نبوی مین مرتب ہوا یعقوب کے خاندان کی تباہ ہو جانے کے بعد سامانی خاندان نے عروج پایا اور رئیس خاندان نے بہی پچھلے کارنامون کو عزت کی نگاہون سے دیکھا چنانچہ ایک نہایت فصیح اور بلیغ شاعر جسکا نام دقیقی تہا یہ کام اوسکے سپرد کیا گیا یہ شخص مذہباً گبر تہا اس نے شاہنامہ کو نظم مین لکہنا شروع کیا تہا کہ ایک غلام کسی نے اوسے قتل کر ڈالا اور یہ کل کام ادہورا رہگیا۔

سامانیون کے خاندان کی بربادی کے بعد محمود غزنوی نے جسکا خاندان ۳۶۶ھ سے ۴۲۱ھ تک حکمران رہا۔ ایرانی علم و ادب کو نیا جامہ پہنایا۔ محمود کو شوق پیدا ہوا کہ ایران کے گذشتہ شاہون کے کارنامہ جدید صورت سے نظم مین ترتیب دئے جائین۔ محمود نے اس اہم کام کے انجام کے لئے کچہہ تو اپنے ہمعصر بادشاہون کے ذریعہ سے اور زیادہ تر دہقان کی تحریرات کے امداد سے بہت کچہہ مواد جمع کر لیا تہا مگر ایسے شخص کی تلاش ہی جو زبان پہلوی سے بہی واقفیت رکہتا ہو۔

فردوسی بجائے خود قدیم پہلوی زبان اور تمام دیرینہ دفاتر کا کافی علم رکہتا تہا اور محمود کے دربار مین حاضر ہونے سے پہلے ہی اس نے ایک حصہ نظم مین ترتیب دے لیا تہا۔

جب اس نے دقیقی کے قتل کا حال سنا تو اسے محمود کے دربار مین باریاب ہونے کا شوق ہوا مگر محمود کے دربار مین پہونچنے کا کوئی ذریعہ فردوسی کے پاس نہ تہا۔

جب محمود تخت نشین ہوا فردوسی غزنی پہونچا اور اپنے ایک دوست کی وساطت سے محمود کے دربار مین باریاب ہوگیا فردوسی نے جسکا نام ابوالقاسم منصور تہا اپنا تخلص فردوسی خود بخود رکہا تہا نہ اسکے متعلق کوئی تاریخی شہادت پیش کی جا سکتی ہے کہ اس

تخلص سے پہلے اوسے خطاب سے پکارتے تھے۔ فردوسی،، تخلص مشہور ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ جب بادشاہ محمود نے فردوسی کو پہلے ہی پہل اپنے دربار مین طلب کیا اور چند تاریخی واقعات دریافت کئے تو ابوالقاسم منصور نے بڑی فصاحت سے اون واقعات کو بیان کیا محمود نے تاریخ دانی کی یہ قابلیت دیکھکے کل درباری شاعروں اور ابوالقاسم کو ایاز کی تعریف مین اپنے اپنے اشعار پڑھکے سنانے کا حکم دیا محمود کو ابوالقاسم منصور کے اشعار نہایت پسند آئے اور بے ساختہ بول اوٹھا۔ اے ابوالقاسم تو فردوسی ہے کہ تیری صحبت مین فردوس کا مزا آتا ہے اوس دن سے ابوالقاسم کا فردوسی تخلص قرار پایا اور پہر وہ فردوسی ہی کے نام سے مشہور ہوگیا۔

محمود نے شاہنامہ کی ترتیب فردوسی کے سپرد کردی تہی اور حسن میمندی وزیر خزانہ کو حکم دیدیا تہا کہ فردوسی جب ایک ہزار اشعار موزون کرچکے تو ایک ہزار اشرفی فوراً بہجوا دیا کرو فردوسی نے بارگاہ سلطانی مین عرض کیا کہ مین کل رقم پوری پوری لیلون گا۔ فردوسی کی اس درخواست سے یہ غرض تہی کہ جب کل شاہنامہ پورا ہوجائے تو اوسکی اجرت سے طوس کا وہ بند جسکے ٹوٹ جانے سے آبپاشی کا ستیاناس ہوگیا تہا۔ ازسرنو بنوا دیا جائے۔

حسن میمندی وزیر خزانہ کو فردوسی سے کچھہ قدرتی بغض ہوگیا تہا اور وہ ہمیشہ جب موقعہ پاتا تہا فردوسی کے خلاف بادشاہ سے کہے بغیر نہ چوکتا تہا۔

اسی زمانہ مین فردوسی نے شہزادہ رستم فخر الدولہ کے بیٹے کے پاس رستم اور اسفندیار کی داستان نظم کرکے بہیجی جسکے صلہ مین اوس نے ایک ہزار اشرفیان فردوسی کے پاس بہیجین اور کہلا بہیجا کہ اگر تو میرے دربار مین آجائے تو مین تیری بہت ہی عزت کرون۔

حسن میمندی کو موقعہ اچہا ہاتہ آگیا اور اب اوسنے بادشاہ سے خوب جڑنی شروع کردی ادہر وزیر کی دیکہا دیکہی اور لوگ بہی فردوسی سے دلی بغض رکہنے لگے۔ مگر محمود نے فردوسی کو کوئی نقصان نہین پہونچایا۔ اور بدستور اوسکی ویسے ہی وقعت کرتا رہا۔

جیسے کہ ابتدا دمین کرتا تہا۔

جب شاہنامہ تیار ہوگیا تو فردوسی نے آیاز کے معرفت بادشاہ کی خدمت مین پیش کردیا۔
محمود شاہنامہ کو دیکہکر بہت خوش ہوا اور فوراً ساٹھہ ہزار اشرفیان (فردوسی کے شاہنامہ
مین ... ۶۰ اشعار ہین) اپنے وعدہ کے موافق فردوسی کو دینے کا حکم حسن میمندی وزیر خزانہ
کو دیدیا مگر اس بدبخت نے اس موقعہ پر اپنی دشمنی سے کام لیا اور بادشاہ کو یہ دہوکا دیا کہ
فردوسی کو اسقدر روپیہ نہ دیا جائے ورنہ شادی مرگ ہوجائے گا۔
بات موقعہ کی تہی بادشاہ کی بہی سمجہہ مین آگئی اور اوس نے آیاز کے ہاتہہ ساٹھہ ہزار درہم فردوسی
کے پاس بہیجدئے۔ فردوسی کو جب یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ کی جانب سے وعدہ خلافی ہوئی تو
اوسنے ساٹھہ ہزار درہم کہڑے کہڑے تقسیم کردے کچہہ حمام والے کو جہان وہ غسل کر رہا تہا۔
دیدئے اور بیس ہزار درہم آیاز کی نذر کئے اور باقی روپیہ ایک فقیر کے پیالے پر انعام
دیدیا اور بادشاہ سے کہلا بہیجا کہ تجہے وعدہ خلافی کسی طرح جائز نہ تہی۔ بادشاہ
حسن میمندی پر بہت خفا ہوا۔ مگر حسن حرفون کا بنا ہوا تہا اوسنے کچہہ ایسی باتین بنائین
کہ بادشاہ اولٹا فردوسی سے بگڑ گیا اور غصہ مین آکر حکم دیدیا کہ کل صبح فردوسی کو ہاتہی
سے کچلوا دیا جائے۔ فردوسی نے جب یہ خبر سنی بہت گہبرایا صبح کو سلطانی باغ مین جاکر
بادشاہ کی منت سماجت کرکے اپنا قصور معاف کرالیا۔
فردوسی کا قصور تو معاف ہوگیا مگر اوسے خوف ہوا کہ ایک نہ ایک دن جانکی خیر معلوم
نہین ہوتی اور اس خیال سے اوسنے غزنی کو چہوڑنے کا پورا ارادہ کرلیا۔ اور ایک مہری
لفافہ جسمین ہجو یہ اشعار تہے۔ آیاز کو دیا کہ بادشاہ کے روبرو پیش کردینا فردوسی کے
کہنے کی بموجب آیاز نے ۲۰ روز کے بعد وہ لفافہ محمود کو دیا جو دیکہتے ہی آگ بگولا ہوگیا
اور فردوسی کا گرفتاری کا حکم جاری کردیا فردوسی پہلے ہی غزنی سے نکل چکا تہا۔
فردوسی اسطرح سے بہاگ کے مازندران پہونچا جہان مانوس شہزادہ جردان نے فردوسی کی بہت

خاطر کی گرچہ اوسنے شاکر محمود کے بہتو بلان مین سے ہے اوسنے بہت قیمتی تحایف دیکے فردوسی کو رخصت کردیا۔ ماتندران سے رخصت ہوکر فردوسی سیدہا بغداد پہونچا جہان ایک سوداگرنے انقادر باﷲ کے وزیر اعظم کے سدیہ رو پیش کردیا۔ فردوسی نے وزیر اعظم کی تعریف مین پہلے سے عربی مین قصیدہ موزون کر رکہا تہا۔ وزیر اس قصیدہ سے بہت خوش ہوا اور اپنے مکان مین فردوسی کو ٹہیرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

جب خلیفہ کو اپنے وزیر اعظم کی زبانی فردوسی کی تمام کیفیت اور محمود کے برتاو کا حال معلوم ہوا۔ تو فردوسی سے نہایت عنایت کے ساتہہ پیش آیا۔

محمود نے جب سنا کہ فردوسی بغداد مین ہے تو ایک دہمکی خلیفہ کو بہی دی جسپر فردوسی کو بغداد بہی چھوڑنا پڑا اور عراق فارس کے ایک صوبہ مین چلا آیا۔ جہان کے گورنر نے محمود کو خط لکہہ کے فردوسی کی صفائی کرا دی۔

اب فردوسی بہت ضعیف ہوگیا تہا۔ آخر وہ عراق سے اپنے وطن طوس مین چلا آیا جہان ۴۱۱ ہجری مطابق ۱۰۲۰ء مین وفات پائی۔

محمود نے فردوسی کے خطاہی سے معاف نہین کی بلکہ اوسکے دشمن حسن میمندی کو قتل کرا دیا اور ساٹہہ ہزار اشرفیان مقام طوس پر فردوسی کے پاس بہیجین مگر یہ اشرفیان اوسوقت پہونچین جب اس فاضل شاعر کا جنازہ نکل رہا تہا۔ اس روپیہ سے دریا طوس کا پل بندہوا دیا گیا۔

فردوسی نے ایک زلیخا بہی تصنیف کی تہی یہ کتاب اگرچہ نادرالوجود ہے لیکن اسکا ایک نسخہ اب بہی لندن رائل ایشیاٹیک سوسائٹی مین موجود ہے۔ فردوسی نے اپنی زلیخا کو عراق کی گورنر کے نامزد کر دیا تہا۔

محمد بن موسیٰ

محمد بن موسیٰ کا زمانہ نوین صدی عیسوی شمار کرنا چاہئے یہ شخص ریاضی مین اعلیٰ درجہ کا

قابلیت رکھتا تھا اور مسلمانوں میں سب سے پہلا شخص ہے جس نے ریاضی میں نئی نئی ایجادیں کیں اور اس شریف علم کو ترقی دی محمد بن موسیٰ خلیفہ المامون کے زمانہ میں تھا اس نے خلیفہ المامون کے حکم سے اصول جبر مقابلہ میں ایک جامع اور مستقل کتاب تحریر کی۔ یہ نسخہ سنہ ٨٣٠ء میں لکھا گیا تھا اس نسخہ کا لاطینی میں پہلے ترجمہ ہو گیا تھا مگر اب اس ترجمہ کا پتہ نہیں لگتا۔ البتہ خاص عربی زبان کا ایک نسخہ یورپ کی خوش قسمتی سے ہاتھ آگیا جو نہایت حفاظت سے آکسفورڈ کے کتب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک مسلمانوں میں سب سے پہلے جبر مقابلہ پر یہی کتاب تصنیف ہوئی اس کتاب میں غیر زبانوں کی دوسری کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن موسیٰ علم ہیئت اور اہل ہند کے تعداد و شمار سے بھی واقفیت تامہ رکھتا تھا کیونکہ ہندو ریاضی کی بہت بڑی ماہر گزرے ہیں اور انہیں جبر مقابلہ کا بھی اچھا علم تھا کوئی عجب نہیں کہ محمد بن موسیٰ نے یونانیوں سے زیادہ ہندوں سے جبر مقابلہ کے اصول اخذ کیے ہوں۔ محمد بن موسیٰ سے پہلے جبر مقابلہ اور ریاضی میں مختلف تحقیقاتیں اور نئی نئی ایجادیں ہو چکی تھیں اور یونانیوں نے اس علم کی خوب چھان بین کر لی تھی۔ اگرچہ اس زمانہ کے یورپی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ جبر مقابلہ کے موجد یونانی بھی نہیں ہیں مگر کچھ جو یونانیوں نے اس علم کو ترقی ضرور دی مگر مسلمانوں کے ہاتھ سے اندلس فتح ہو جانے پر شمار حروف اور اعشاریہ کے مشہور ایجاد کا عربوں کے سر سہرہ رہا اور یہ ہے خاص علم ریاضی کے تھے مسلمانان علم ریاضی میں اس وقت ترقی کر رہے تھے جب تمام یورپ جہالت تاریکی میں پھنسا ہوا تھا۔

مسلمانوں میں ان جدید ایجاد اور نئے نئے اختراعات کا بانی ہمارا فاضل محمد بن موسیٰ تھا افسوس ہے کہ اس علامہ کی تاریخ پیدائش اور وفات کا صحیح صحیح پتہ نہیں چلتا۔

رامانند

رامانند۔ رامانوجہ۔ اور نام دیو یہ تینون شاعر ہمعصر ہے۔ رامانوجہ کو فاضل وِلسن نے بارہوین صدی عیسوی کے وسط کا بتایا ہے۔ جو بہگت شاعرون کے گروہ سے تہا۔ رامانند کی تصانیف کا کچہ حصہ گرنتہہ مین پایا جاتا ہے۔ رامانند اصل مین ذات کا چہیپی تہا جو کپڑونپر پہول بوٹے رنگا کرتے ہین مگر اپنی تصانیف کی وجہ سے اسقدر مشہور ہوگیا کہ تمام دنیا اسکو مانتی ہے۔ رامانند کا چہیپی ہونا کچہ اوسکی عزت مین فرق نہین ڈال سکتا کیونکہ پہلے عموماً ہندو ہی اس پیشہ کو کیا کرتے تہے۔ ہندون مین سب سے پہلا شخص رامانند ہے جس نے ہری کی پرستش کی ہندوٴن مین بنیاد ڈالی اور یہی خاص وجہ ہے کہ رامانند مشہور شاعرون کے گروہ مین سمجہا جانے لگا۔ رامانند جسقدر اپنے نئے مذہب کی وجہ سے مقدس اور بزرگ مانا جاتا ہے یہ بات اوسکی دوسرے ہمعصرون کو نصیب نہین ہوئی رامانند بجائے خود ایک زبردست شاعر تہا۔ مگر افسوس ہے کہ جسقدر چوٹی کے اشعار اسکے گرنتہہ مین پائے جاتے ہین ایسے کوئی مستقل اور جامع کتاب اوسکی تصانیف مین سے موجود نہین ہے اوسکی شہرت صرف زیادہ تر اوسکی مذہبی ایجاد سے ہی ہے ورنہ اگر وہ نیا مذہب جاری نہ کرتا تو مثل دیگر ہمعصرون کے اوسکا نام بہی آج کوئی نہ جانتا۔

کبیر قوم کا جولاہا تہا لیکن وشنو کے اساتذہ مین اُسکا شمار سب سے پہلے ہے۔ کبیر کے مذہب کی متعلق ایک بڑا اختلاف ہے مگر حال کے یورپی تحقیقات نے یہ بات ثابت کردیا ہے کہ کبیر دراصل مسلمان تہا۔ کبیر رامانند کے شاگردون مین سے تہا۔ لیکن سب سے دیوا وررامانند سے اسکی طرز شاعری بالکل انوکہی ہے۔ کبیر کو اصل مین بنارس کا رہنے والا بتایا جاتا ہے جو مگہر علاقہ گورکہپور مین جا رہا تہا کبیر سکندر شاہ لودہی کے زمانہ مین تہا ۱۴۸۸ء مین پیدا ہوا تہا۔ گرو نانک جو سکہون کا پیشوا ہے اسکا گرنتہہ اصل مین کبیر کی تصنیف کا ایک دیباچہ ہے

لیو نانک ۱۴۶۹ء مین پیدا ہوا تہا ۱۵۳۸ء مین اسکی وفات ہوگئی - گرو نانک کو کبیر کی
شاعری مین اسکا پیرو سمجہنا چاہئے ـ

کبیر کی تصانیف تعداد مین زیادہ ہین - کبیر کی مت والون کے پاس اسکی پوری تصانیف
موجود ہین تعجب کی بات یہ ہے کہ کبیر حالانکہ ایک مسلمان تہا مگر اوسکے معتقدین مین سے
ہندو زیادہ ہین اور اوسے مثل دیوتا کے سمجہتے ہین کبیر کی مشہور تصانیف یہ ہین ساکہیز
سبدیں اور ریختہ عام طور سے لوگ ان کتابون کو پسندیدہ نظرون سے دیکہتے ہین
ان کے علاوہ بہت سی کتابین کبیر کی تصنیف بیان کی جاتی ہین مگر دراصل وہ اوسکی
نہین ہین - مثلاً بیجک بہاگو داس کی لکہی ہوئی ہے سکہہ ندہان - سرت گوپال
کی تصنیف سے ہے کبیر کو ہندو بہی مثل دیوتا کے سمجہتے ہین - مگر اوسکے مذہبی اصول کے وارث
زیادہ تر سکہہ ہین جو اوسکا نام تعظیم سے لیتے ہین - کبیر کے بعض شاگرد مذہبی پیشوا بہی گزرے ہین
مثلاً دادو ایک بڑے مت کا بانی ہوا جو اسوقت راجپوتانہ مین پہیلا ہوا ہے - دادو نے
زیادہ تر اپنے گرو کبیر کے اصول کی تعلیم کی ہے اور آج تعجب سے دیکہا جاتا ہے کہ اسکے مریدون
کی تعداد ہزارون لاکہون تک پہنچی ہوئی ہے ... گرنتہ مین جو کبیر کی تصانیف سے ہے
شیخ فرید پاک پٹن کے ملفوظات بہی موجود ہین جو ہندوستان کے بڑے نامور صوفی گزرے
ہین - کبیر کی وفات کا زمانہ قریب ۱۵۱۸ء ہے ـ

سور داس

سور داس رامانند کے شاگردون مین سے ایک تہا - اور کبیر سے دوسرے درجہ شمار کیا جاتا ہے
اس کا زمانہ قریب ۱۵۵۰ء کا تہا سور داس نامی ایک شخص دیوتا کی صورت مین کتاب بہگتا
مالا مین بیان ہوا ہے - اسوجہ سے کہ سور داس کے واقعات زندگی پر پردہ پڑا ہوا ہے -
تحقیق کے ساتہہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ سور داس کون تہا اگر یہ شخص وہی ہے جسکا ذکر
بہگتا مالا مین کہا گیا ہے تو قوم کا برہمن تہا - اور شہنشاہ اکبر کی سلطنت مین سندیلہ

ملک اودھ - ایک پرگنہ کی مالگذاری وصول کرنے پر معمور تھا - ایک لاکھ پچیس ہزار اشعار اسنے نظم کئے ہین وہ سب جمع کرلئے گئے ہین اور ان کا نام سور ساگر رکھا ہے - سورداس اکبر کے دربار سے آخری وقت مین علیحدہ ہوگیا تھا اور اوسنے ایک تارک دنیا کی طرح جنگلون کا رہنا اختیار کرلیا تھا - وشنو کے بھجن گاتا اور جنگلون مین پڑے پھرنے کے سوا اوسکو کچھ کام نہ تھا - دربار شاہی سے علیحدہ ہونے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے سرکاری مالگذاری وصول کرکے تمام روپیہ اپنے مندر مدن موہن واقعہ بندرابن مین بھجدیا تھا اور روپیہ کے بدلہ تھیلیون مین پتھر بھرکر بطور مال گزاری بادشاہ کے ہان بھجوادی تھی - اکبر کو اس حرکت سے غصہ تو بہت آیا تھا مگر پھر مراحم خسروانہ سے اوسکے قصور کو معاف کردیا - قصور معاف ہوجانے پر سورداس کو درویشی کی لو لگ گئی اور وہ آخری وقت مین نابینا ہوکر جنگلون ہی مین مرگیا - افسوس ہے کہ اسکی تاریخ وفات کا صحیح پتہ نہین چلتا -

تلسی داس

ہندی علم ادب کے اعلیٰ درجہ کے شاعر سور داس بہاری لال وغیرہ مین سے ایک تلسی داس بھی ہے - اگرچہ فن شاعری کے لحاظ سے تلسی داس ایک ادنیٰ درجہ کا شاعر ہے لیکن اسکے کلام کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اسکی کتاب رامائن ہے جسکا اصلی نام رام چرت مانس ہے اور جسکے معنے یہ ہے کہ راما کے کارنامون کے خلیج تلسی داس کی تصانیف مین سے صرف رامائن ہے ایک ایسی کتاب ہے جسے درجہ مقبولیت حاصل ہوا ہے شمالی ہند کے باشندہ اور کل ہندوستان مین رامائن جس ذوق شوق سے پڑہی جاتی ہے دوسری کتاب اوسکا کم مقابلہ کرسکتی ہے - تلسی داس متوفی برہمن تھا اور اوسکی زبان سے پایا جاتا ہے کہ وہ اودھ کا باشندہ ہے - تلسی داس کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بنارس مین صرف ہوا علاوہ رامائن کی اور بھی چھہ کتابین تلسی داس نے تصنیف کی ہین جسمین کم وبیش راما کی پرستش بیان کی گئی ہے - رامائن اور چھہ دوسری کتابون کے علاوہ سات کتابین اور ہین جنکو تلسی داس کی

تصنیف کردہ بتلایا جاتا ہے مگر ان سات کتابوں کی نسبت پورا یقین نہیں اور بتحقیق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تلسی داس ہی کی تصنیف سے ہیں تلسی داس کا زمانہ وفات سنہ ۱۶۲۳ع بتلایا جاتا ہے۔

نظامی

نظامی کا اصلی نام نظام الدین ابو محمد الیاس بن یوسف تھا۔ انکا اصلی وطن مقام قم ہے جہاں آپکے والد رہتے تھے۔ لیکن مقام گنجہ میں زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ گزارنے کی وجہ سے نظامی گنجوی کے نام سے مشہور ہیں۔ نظامی فردوسی سے دوسرے درجہ پر گنا جاتا ہے سکندر نامہ اسی فاضل شاعر کی تصنیف سے ہے جو اوسکی قابلیت کا ادنے نمونہ ہے۔

زمانہ طفولیت ہی میں نظامی کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا جسکے باعث بچپن کا زمانہ بڑی مصیبت سے بسر ہوا اور اس عرصہ میں کچھ ایسے ایسے صدمے اوٹھائے کہ عنفوان جوانی ہی میں عزلت نشینی اختیار کر لی تھی سب سے پہلے کتاب جو نظامی نے لکھی وہ مخزن الاسرار ہے جس میں عبد اور معبود کے تعلقات اور قدرت باری کی راز پر بسیط بحث کی ہے۔ یہ کتاب تصوف میں ہے اور اسوقت تک جسقدر کتابیں تصوف کی لکھی گئیں اونمیں مخزن کا درجہ ممتاز ہے۔ نظامی نے سنہ ۵۵۲ ہجری نبوی میں مخزن کو تحریر کرنا شروع کیا اور سنہ ۵۸۲ ہجری میں تمام کیا۔ اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ مصنف اپنی کتاب کو بادشاہ وقت کے نام سے نامزد کیا کرتا تھا اسی رواج کے بموجب نظامی نے بھی مخزن کو شہزادہ اذربیجان کے نام سے نامزد کر دیا تھا۔ مخزن کے بیس باب ہیں اور ہر ایک باب سے نظامی کے تصوف کا پتہ چلتا ہے مخزن لکھنے کے بعد نظامی نے داستان خسرو شیرین کو تصنیف کیا جو نظامی کی تصانیف میں چوٹی کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب سنہ ۵۷۶ ہجری مطابق سنہ ۱۱۸۰ء میں تصنیف کی گئی۔ اور اسکا مضمون جاہلیت کی داستان سے لیا گیا ہے اسمیں

خسرو پرویز ساسانی خاندان کے ایک شاہزادہ کے عشق و محبت کا بیان ہے جو ایک آرمینیا کی شہزادی شیرین نامی پر فریفتہ ہوگیا تھا اور فرہاد سنگ تراش جیسے ادنیٰ شخص کی رقابت نے بہت ہی بے چین کر دیا تھا خسرو نے اس رقیب کو بڑی چالاکی سے نیچا دکھایا۔

خسرو اور شیرین کی داستان کو۔ تمام عجمی اور ہندی شعراء نے کم و بیش اپنی نظموں میں باندھا ہے۔ نعمت خان عالی نے بھی اسی قصہ کے متعلق اک کتاب حسن و عشق نامی تصنیف کی ہے جسمیں اکثر مقامات پر قرآن مجید کی آیتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔ داستان خسرو شیرین کے دیکھنے اور نظامی کے پچھلے حالات زندگی پر نظر ڈالنے سے اک تعجب سا معلوم ہوتا ہے کہ اک ایسے خدا پرست نے غیر مذہب آتش پرست کی عشق کا افسانہ لکھنے کو کیوں پسند کیا مگر ہمیں فاضل شاعر کو تصنیف کے وقت اپنی زور طبع کو دکھلانا منظور تھا جسے مذہبی خیالات نہ روک سکے۔

ان دنی جذبات غم اور خوشی یاس اور امید کا کامل نقشہ اتارنے میں اول فردوسی پھر فخر الدین اسد جرجانی اور اسکے بعد نظامی ہوا ہے۔ خسرو شیرین ابو جعفر محمد پہلوان والی آذربائیجان کے زمانہ میں نظامی نے تصنیف کی تھی۔ ابو جعفر کے بعد جب اوسکا بھائی تخت نشین ہوا تو اوس نے نظامی پر بیحد مہربانی فرمائی اور مال و دولت سے سرفراز کیا مگر باینہمہ نظامی نے دربار کی کشمکش میں اپنی زندگی گزارنی پسند نہیں کی اور وہ اجازت لیکر اپنی جگہہ واپس چلا آیا اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنی شروع کی۔ گوشہ نشینی کے زمانہ میں نظامی نے اپنا دیوان مرتب کیا جس میں غزلوں اور قصائد کے اشعار کی تعداد ۲۰۰۰ تھی۔ مگر افسوس ہے کہ یہ قصاید اور غزلیں ضایع ہو گئی صرف چند قصاید دیکھے گئے ہیں جنسے نظامی کی لیاقت کا پتہ چلتا ہے۔

حاکم شیروان کی فرمایش سے نظامی نے لیلی و مجنوں کو تصنیف کیا اور فردوسی کے شاہنامہ

جواب مین سکندر نامہ تحریر کیا نظامی کا سکندر نامہ ۵۹۸ھ ہجری نبوی کا لکھا ہوا نقشہ افق کے کتب خانہ لندن مین اب تک موجود ہے۔

سکندر نامہ کے بعد نظامی نے مثنوی ہفت پیکر تصنیف کی جسمین بہرام گور شاہ ساسانی کی سات خوبصورت بی بیون کی کہانی ہے۔ مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ نورالدین ارسلان کے اشارہ سے جو بعد ازان موصل کا بادشاہ ہوگیا تھا نظامی نے اس کتاب کو لکھا تھا۔ مخزن سے ہفت پیکر تک پانچ مثنویان نظامی کی تصنیف سے ہین جو خمسہ نظامی یا پنج گنج کے نام سے مشہور ہین ۶۴ سال کی عمر مین بمقام گنجہ ۵۹۹ھ ہجری نبوی مطابق ۱۲۰۳ء انتقال ہوا۔

حافظ شیرازی

حافظ کا اصلی نام محمد شمس الدین ہے لیکن تخلص اسقدر مشہور ہے کہ نام بہت کم لوگ جانتے ہین۔ آپ شیراز مین پیدا ہوئے۔ جو فارس کا پایہ تخت تھا آپ کی تاریخ پیدائش کا صرف اسقدر پتہ چلتا ہے کہ آپ آٹھوین صدی ہجری مین پیدا ہوئے تھے بوجہ اسکے کہ حافظ نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ عزلت نشینی مین گزارا ان کے واقعات زندگی کا بہت کم پتہ چلتا ہے۔ آپکے زمانہ مین شاہ منظفر حاکم تھا۔ شیراز یزد کرمان اور صفہان اسکے قبضہ اقتدار مین تھے اگرچہ اصلی سرپرست اور مربی شاہ شجاع اور شاہ منصور ہی تھے ابتدا عمر مین حافظ نے نظم اور علم الٰہی کی تحصیل کی اور شیخ محمود عطار سے تعلیم پائی۔ اسکے بعد حافظ اوس کالج مین داخل ہوگئے جو حاجی قیام الدین وزیر سلطنت نے خاص اونہین کی خاطر سے قایم کیا تھا یہان قرآن اور تفسیر کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی قرآن شریف حفظ کیا جس سے انکی شہرت حافظ کے نام سے ہوگئی۔ اس کالج مین تعلیم پانیکے بعد حافظ اپنے سابق اوستاد شیخ محمود کی سپرد کیئے گئے اور صوفی بنگئے اب کا رجحان پہلے سے اسی مذاق کیطرف تھا اور اب اسی رنگ مین اپنے اشعار کہنے شروع کئے حافظ کی شہرت دور دور اسلامی دنیا کے

پایۂ ہونی تہی سب سے پہلے شاہ دکن کی توجہ حافظ کی طرف مبذول ہوئی اور محمود شاہ بہمنی نے جو اوسوقت بادشاہ تہا حافظ کو دکن بلوالیا - جب حافظ اندلس کے پار ہوکے لاہور مین آئے اور سرزمین ہرمز پہونچے تو یہان اونہین کشتی مین بیٹھنے کا پہر اتفاق ہوا ملاح ناتجربہ کار تہے وہ کشتی کنارہ نہ لگا سکے حافظ کا جی چہوٹ گیا اور دکن پہونچنے سے مایوسی ہوگئی - اور شاہی معتمدون سے کہکے شیراز لوٹ گئے - آپ سیّدون کے خاندان سے تہے اور اپنے وقت کے بہت بڑے امام اور شیخ گزرے ہین - آپکے مزار پر حضرت علی کے منقبت کے بہت سے اشعار کندہ ہین اور نیز حافظ کے دیوان کے آخر مین بہی بعض قصائد حضرت علی کی تعریف مین تحریر ہین -

حضرت علی کی منقبت کے علاوہ منصور حلاج کی تعریفی اشعار حافظ کی تصنیفات مین پائی جاتے ہین - منصور حلاج وہ شخص تہا جسنے کہا تہا کہ مین خدا ہون باطنی اعتقاد کچہہ ہی کیون نہو مگر ظاہر طور پر منافی شریعت ہونے کے وجہ سے علماء نے ۳۰۹ھ مین اوسے دار پر کہچوا دیا تہا - جب حافظ کا انتقال ہوا تو اس بنا پر کہ منصور کی منقبت مین حافظ نے اشعار کہے تہے کسی نے نماز جنازہ پڑہنے کی حامی نہ بہری مگر جب آپ کے دیوان سے فال کہولی گئی تو اس مضمون کا شعر نکلا دو حافظ اگر گنہگار تہا لیکن خدا نے اوسے بخش دیا اس شعر کا اثر لوگون پر بہت ہوا - اور اسلامی قاعدہ کے بموجب تجہیز و تکفین ہوئی اور شیراز کے قریب ایک مدفن مین دفن کردیا گیا -

دیوان کے علاوہ حافظ نے اور نظمین بہی موزون کی ہین - ایک دیوان مین اونکی ۵۷۳ غزلین ہین ۴۲ قطعی ۶۹ رباعیات ۶ مثنویان ۲ قصیدے انکے علاوہ مخمس ترجیع بند اشعار بہی موجود ہین - یورپ کی زبانون مین حافظ کے پورے دیوان یا کلیات کا ترجمہ نہین ہوا مگر مختلف غزلون اور رباعیات کا ترجمہ کیا گیا ہے - حافظ نہ صرف ایشیا مین مشہور ہے بلکہ تمام یورپی پروفیسر حافظ کے مداح ہین تمام یورپ نے

و ایک اعلیٰ درجہ کا فلسفی تسلیم کر لیا ہے اور لکھا ہے کہ اسکو ہر شعر مین فلسفہ
ٹ کے بہرا ہوا ہے۔

مولانا جلال الدین رومی

انکا اصلی نام محمد بن محمد حسین البہاقی ہے لیکن آپ مولانا جلال الدین رومی کے نام سے مشہور ہین۔ مولانا گروہ صوفیہ مین بڑے نامور شاعر ہوئے ہین۔ آپ ۶ ربیع الاول
ہجری مطابق ۳۰ ستمبر ۱۲۰۷ء بمقام بلخ پیدا ہوئے تہے۔

قعہ خراسان مین آپ کا خاندان عزت اور دولتمندی کے لحاظ سے بڑا نامور تہا۔ نا پتہ نہین چلا کہ آپکے جدامجد کس زمانہ سے یہان آکے آباد ہوگئے تہے۔ انکا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق سے ملتا ہے اور ایک طرف سے آپ شاہی خاندان سے ہین کیونکہ خوارزم شاہ سلطان علاوالدین بن تگش کی بیٹی ملکہ جہان کی شادی داد اسے ہوئی تہی آپکے والد کا نام محمد بہاؤالدین تہا جو اعلے درجہ کے طبیب تہے اور آپکے والد بزرگوار نے ۱۲۱۲ء مین معہ اپنے خاندان کے بلخ سے ہجرت کی ہے آپکی
سال کی تہی۔

جہ تک مولانا رومی کے والد ملاتیہ مین قیام پذیر رہے اور پہر از رنجان (ارمینا) گئے یہان تہوڑے دن گزرے تہے کہ اشیائی کوچک کے شہر لارندہ مین آپ اکیڈ کالج کے پروفیسر کرکے بلائے گئے۔ بہاوالدین نے اپنی سعادتمند بیٹے کی تعلیم محنت سے کی جس سے مولانا روم بچپن مین ہی ظاہری اور باطنی علوم مین ماہر ہوگئے نا روم کی شادی لالہ شرف الدین سمرقندی کی خوبصورت بیٹی جواہر خاتون سے ہوئی اور بہ سبب اسکے کہ کیقباد شاہ ایشیائی کوچک نے آپکے والد کو اپنے دربار مین طلب تہا اور یہین انکا خاندان رہنے لگا اس وجہ سے مولانا کے نام کے ساتھ لفظ رومی زائد ہوگیا یہان تک کہ آپکا تخلص ہی رومی ہوگیا۔

جب ۱۲۳۱ھ مین آپکے والد کا انتقال ہوگیا تو آپ اس حادثہ کے چند ماہ بعد د[illegible]
دمشق مین تکمیل تحصیل علم کے لئے چلے آئے اور یہان پورے طور پر مختلف علوم [illegible]
پیدا کرکے چار مختلف کالجون کے پروفیسر بن گئے علوم باطنی کا اصلی مذاق آپکی ذ[illegible]
روز ازل سے ودیعت کیا گیا تہا اس لئے کامل نوسال برہان الدین حسینی ترمذ[illegible]
پاس رہے جو آپکے والد کے اول درجہ کے شاگردون مین سے تہے اسکے بعد شمس الدین
سے فیض صحبت حاصل کیا۔ جو پہرتے پہرتے ایشیائی کوچک مین چلے آئے تہے۔
شمس تبریز کی حالت بہت ترقی کر گئی تہی اور آپکو مسلمانون کے مذہبی حجت کا مطلق [illegible]
رہا تہا شمس تبریز کے کلیات مین صدہا اشعار ایسے ہین جنسے راسخ الاعتقاد مسلمان [illegible]
اچہے خیالات نہین رکہہ سکتا جیساکہ یہ شعر مشہور ہے۔

آدم نبود و من بدم حوا نبود و من بودم
او خود نبود و من بدم من عاشق دیرینہ ام

شمس تبریز کی حالت یہان تک بڑہ گئی کہ جوش محبت مین شریعت کا لحاظ نہ رہا اونک[illegible]
شہر مین فساد ہوگیا اونکا گہر لوگون نے گہیر لیا۔ شمس تبریز کے معتقد خوب خوب لڑے او[illegible]
ہنگامہ مین مولانا روم کے بڑے صاحبزادے علاء الدین بہی شاہزادون مین قتل
گئے اور شمس تبریز کو بہی خونی نتیجہ بہگتنا پڑا اور حاکم وقت کے حکم سے اونکی کہال [illegible]
اور پہر دار پر چڑہا دئے گئے۔ شمس تبریز کا آخری شعر جو انکی زبان سے نکلا اوس سے اونکی
جوش کا پتہ چلتا ہے جس نے اونکو شریعت کے دائرہ سے باہر کر دیا تہا۔

سرجدا کردار تنم شوقے کہ با ما یار بود
قصہ کوتاہ گشت ورنہ دردسر بسیار بود

شمس تبریز کی نسبت عام طور پر مسلمانون مین مختلف روایتین مشہور ہین اور بعض [illegible]
مین اونکا مزار بہی موجود ہے ۔۔

جب مولانا نے اپنی روحانی اوستاد کی یہ خوبی قسمت دیکھی اور اپنے دلپسند کی نعش کو پارہ پارہ پایا آپ کا دل بیٹھہ گیا اور غم کا نیزہ کلیجہ کے پار ہوگیا - آخر آپنے ایک ایسی فقیری مذہب کی بنیاد ڈالی جسکا درجہ رحم اور انکساری مین بہت بڑہا ہوا ہے جنہین دنیا کے معاملات سے کچھہ تعلق نہین شب و روز خدا کی عبادت مین انکا رہنا یہ اونکا اصول مذہب ہے - اور اس قسم کے لوگ سلطنت ترکی مین بہت ہین - انکا سب سے پہلا جانشین حسن ہوا تہا جو حسن الدین نام سے مشہور ہے سنہ ۱۲۵۸ع مین یہ شخص مولانا کے خاص معتمدون مین تہا - مولانا نے حسن الدین کی فرمایش کی موجب فرید الدین عطار کی مثنوی کے مقابلہ مین مثنوی لکھی جو بڑی مقبول ہوئی اور وہ اعظون اور صوفیون کے جلسون مین خاص طور سے پڑہی جاتی ہے اور عام لوگ بہی اسکو دلچسپی سے پڑہتے ہین - مولانا کی مفصل سوانحعمری شمس الدین احمد کی کتاب مناقب العارفین مین درج ہے جسکے ایک حصہ کا ترجمہ سنہ ۱۸۸۱ع مین بزبان انگریزی ہوگیا ہے -

مثنوی کی تصنیف کے بعد پانچوین جمادی الثانی سنہ ۶۷۲ ہجری مطابق ۱۷ دسمبر سنہ ۱۲۷۳ع مین آپ کی وفات ہوگئی -

محمد بن جابر

محمد بن جابر مسلمان نہ تہا بلکہ یہ مذہب صابی کا پیرو تہا محمد بن جابر قصبہ بطن مین پیدا ہوا تہا اور اس وجہ سے البطانی کہلاتا تہا اور عموماً یورپ مین اسی نام سے مشہور رہے خلیفہ مقتدر کے زمانہ حکمرانی مین جابر شام کا گورنر مقرر کیا گیا - اس نامور شخص کی تاریخ پیدایش کا صحیح پتا نہین چلتا مگر اسمین شک نہین کہ اپنے خلیفہ المامون سے پچاس برس بعد یعنے قریب سنہ ۸۷۸ع مین اسنے شہرت پائی - مثل اکثر ریاضی دانون کی اوسنے خاصکر علم ہئیت پر محنت کی اور مذہبی جوش اور علمی ذوق شوق کے ساتہہ اس مطالعہ کو جاری رکہا اسکے تمام مشاہدات یا تو انطاکیہ مین واقعہ ہوئے یا رقہ مین اسنے علم ہئیت مین بہت کچہہ اصلاحین کین اور اپنی جدید تحقیقات سے کام لیا یہ ہی باعث ہے کہ جابر علماء ہئیت مین ممتاز گنا جاتا ہے

محمد بن جابر کا اندازہ ثوابت کی حرکات کے متعلق بہ نسبت قدما کے زیادہ ترصحیح تھا۔ بطلیموس کے خیال کے بموجب ثوابت ایک صدی مین ایک درجہ اور منجمین عرب کا اندازہ سے ستر سال مین ایک درجہ طے کرتے ہین مگر محمد بن جابر کی جدید تحقیقات کے بموجب ثوابت ۶۶ سال مین ایک درجہ طے کرتے ہین جابر نے کرہ آفتاب کی پیمایش کی جس سے زیادہ صحیح پیمایش نہین ہوسکتی اسکے حساب سے کرہ آفتاب ۵۶۴۳ حصون مین منقسم ہے اور نصف قطر آفتاب (۱۰۰۰۰) ہے اور یہ حساب بعضے جدید ماہران علم ہیئت کے اندازہ کے بالکل مطابق ہے۔ جس کتاب مین محمد بن جابر کی تمام تحقیقاتین موجود ہین اوسکا نام زیج صیبی ہے جسکا ترجمہ لاطنی زبان مین ہوا ہے۔ یہ کتاب پہلے بار نوزم برگ مین طبع ہوئی تھی اور خیال ہے کہ ڈیکن کتب خانہ یوپ روما مین یہ کتاب موجود ہے

لالینڈ نے محمد بن جابر کو دنیا کے بیالیس نامور ہیئت دانون مین شمار کیا ہے۔
ابوالفرج کی تحریر کے موافق محمد بن جابر کا ۳۱۷ھ ہجری مطابق ۹۲۹ء مین انتقال ہوا

ابو نصر محمد بن محمد

ابو البشر متی النسطوری جو بغداد مین فلسفہ ارسطاطالیس کا لکچر دیتا تھا اور جس نے ارسطو کی کتابون کی شرح لکھی ہے اوسکے شاگردون مین ابو نصر محمد ایک مشہور عرب فلاسفر گزرا ہے جو زیادہ تر الفارابی کے نام سے مشہور ہے کیونکہ وہ ترکستان کے ایک شہر فاراب کا رہنے والا تھا بعد مین اوس نے بغداد مین فلسفہ کا مطالعہ کیا آخر دمشق کے دربار ہمدانی مین ۳۳۹ھ ہجری مین اوسکی زندگی کا خاتمہ ہوا۔

فارابی مین سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اوس نے ارسطو کے فلسفہ کو عربون کے لئے آسان کردیا اگرچہ فارابی کی تحقیقات کی بنیاد تمام ارسطو کے فلسفہ کی بموجب ہے مگر اوس نے اپنی تحقیقات اور ارسطو کی فلسفہ مین افلاطونی تعلیم کو بھی دخل دیدیا تھا۔ اوسکی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ اسلام کی اصول کو فلسفہ کے مطابق کیا جائے۔ اور اسی وجہ

اسکا طرز فلسفہ تضاد و تخالف سے ایسا پر ہے جیسا اوس سے بیشتر کے فلسفہ دانون کا تہا جنہون
اپنی تحقیقات کی بنیاد قرآن پر رکہی تہی۔

اسوقت تک عربون نے یونانی فلسفہ کو زیادہ تر اوسکی ظاہری حیثیت اور بحث مباحثہ کی
غرض سے پڑہا تہا اور فلسفہ کی اصلی خوبیون کی طرف توجہہ نہین کی تہی اسی وجہ سے بڑے
بڑے مسائل جن پر علماء کے بحث مباحثہ ہوتے رہے وہ حل نہین ہوئے۔ اہل تشیع کا
مسئلہ امامت اور اوسکے ساتہہ ہی مسئلہ فطرۃ اضطراری جو ہند کے تہوسوفی (تصوف)
سے اخذ کیا گیا ہے۔ معتزلیون کی توحید اور کثرت صفات قرآن کی غیر مخلوق ہونے سے
انکار۔ جسپر عباسیون سے بڑے زور شور سے مباحثہ رہے یہ سب مسائل کو ارسطو کی منطق
نے باقاعدہ اور مضبوط بنا دیا۔

جبر و اختیار کے مسئلہ مین جسپر بڑے بڑے معرکہ ہوچکے ہین اور جس مسئلہ مین ایک فریق کا یہہ
اعتقاد ہے کہ انسانی معاملات مین خدا کسی قسم کی مداخلت نہین کرتا اور دوسرا فریق
کہتا ہے کہ انسان کا ارادہ اور قوت اپنے اختیار مین نہین ہے۔ ابوالحسن الاشعری جو
اسلام مین طریقہ فلسفہ کا بانی ہوا ہے حکیم تہا اور اسنے اونہین اصول فلسفہ کی بموجب جو
ابی کی جدید تحقیقات کا نتیجہ تہا۔ معتزلیون کے اصول اور فلسفہ کے جواب دئیے غالباً
اس شخص کا اثر تہا کہ ایشیائی عربون مین ابی سینا کے زمانہ تک فلسفانہ تحقیقات
بالکل سکون ہوگیا اور نیز معتزلیون کی تعلیم اور اصول بہی رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوئے

حکیم ابی سینا

ابی سینا صرف حکیم ہی نہ تہا بلکہ علوم ریاضیات مین جو اختراعات اسکے زمانہ مین ہوئین
عالم مین ایک نئی روح پڑ گئی اسکی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علوم پر عربون نے کس پہلو سے نظر ڈالی ہے اور کس حد تک
ہونے ان علوم کو حاصل کیا ابی سینا کی زندگی کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ دقت عجیب و غریب
اور مصائب سے پر ہے اوسنے اپنی زندگی مین ایسے حیرت انگیز اور انقلابات پیش آمیز

اسکی سوانح عمری الف لیلہ کا اک فسانہ معلوم ہوتا ہے۔
کم سنی مین اسکی خداداد عقل وفہم کا ظہور ہونا شروع ہوا اٹھارہ برس کی عمر مین اوس
تمام مختلف علوم کی تعلیم سے فراغت حاصل کرلی۔ اکیس برس کے عمر مین اوسنے ان
پیڈیا لکہی اور بعد مین اسپر ایک شرح کا اضافہ کیا جو تقریبًا ۲۰ جلدون مین ہے سیر
کے شوق مین مختلف ممالک کا سفر کیا۔ اور شہرت کی وجہ سے کہین تو اوسکی بادشاہون
امیرون کے دربار مین آؤبہگت ہوئی اور کہین اوسے طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین
پڑین سلطان مجد الدولہ کے زمانہ مین یہ وزیر اعظم کے عہدہ پر معمور رہا اور اسی بادشا
کے دربار سے دوبارہ موقوف ہوا اور قید کردیا گیا قید ہونے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ
اصفہان کے فرمان روا علاء الدولہ سے مل گیا تہا۔ چار سال تک قید رہا اور بالآخر
قید سے بہاگ کر علاء الدین کے پاس چلا گیا تہا اور وہین ملازم ہوگیا۔ ان خوفن
تکالیف اور تفکرات مین بہی اوس نے علمی شوق کو ہاتہ سے نہین جانے دیا اوسکی
قوت اور شوق مطالعہ اس درجہ بڑہا ہوا تہا کہ وہ خود اس امر کا مقر ہے۔ کہ کوئی
ایسا نہین گزرا کہ اوس نے پچاس صفحہ نہ لکہہ ڈالے ہون۔
اسکی تصانیف کی فہرست جو یورپ کے مختلف کتب خانون مین اب بہی موجود ہے
زیادہ ہے اسکی تصانیف مین سے اسوقت ایک کتاب "علوم کی باقاعدہ تقسیم"
ایک مجموعہ (ہیئت کی تجربات کا) ایک کامل کتاب علوم ریاضیات پر اور ایک مجموعہ
وفلسفہ کے رسالون کا ہے۔

لقمان

یہ نامور حکیم نہ صرف علمی دنیا مین مشہور ہے بلکہ مذہبی عالم مین بہی اس مشہور حکیم کا
خداوند عالم نے قرآن شریف مین اس حکیم کا ذکر کیا ہے۔ لقمان۔ سموستا مین
جینا کا دارالخلافہ ہے پیدا ہوا تہا۔ یہہ شہر ملک شام کا اک صوبہ ہے جو اس پا

سکا وطن ہے۔ لقمان کا خاندان کچھ زیادہ نامور نہ تہا بلکہ انکے والدین
یسے آدمی تھے۔ لقمان کے والدین تجارت پیشہ تھے چونکہ اوس زمانہ مین
ت بنا مشکل کام تہا اور روپیہ کا خرچ تہا اسوجہ سے لقمان کے والدین۔ اس نامور
تعلیم نہ دلا سکے بہت کوشش کی مگر بلا روپیہ کے کوشش کیا کام دیتی مجبور
۱۰ برس کا ہوا اوسکے باپ نے لقمان کے چچا کے پاس جو سنگتراشی میں ہوشیار
نے کے واسطے بٹہا دیا۔ لقمان کے والدین بت پرست تہے اور اوسکا چچا بت
کے کام مین نہایت دستکار تہا۔ ایک دن لقمان جب سنگتراشی کا کام سیکہ
سکے دلمین یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ پتھر جسکو ہم خود تیار کرتے ہین وہ کیونکر خدا
ہے اور وہ کسطرح پوجنے کے لایق ہو سکتا ہے لقمان کے دلمین یہ خیال پیدا ہوا
ت کے مارے کسی سے ظاہر نہ کر سکا اور اپنے دل ہی دلمین اس مسئلہ پر غور
ایک دن اوسکے مان اور تمام گہر کی عورتین کسی شادی مین گئی تہین او لقمان کو
حفاظت کے واسطے چہوڑ دیا تہا۔ چلتے وقت لقمان کی مان ہدایت کر گئی تہی کہ
ب دیوتا کو (جسکو لقمان کی مان پوجا کرتی تہی) پہلے بہوگ کرا لیا کرنا بعد اوسکے
کہانا۔ جب لقمان کی مان چلی گئی اور کہانا کہانے کا وقت آیا لقمان تیار شدہ
یوتا کے پاس لیگیا اور اوس سے بہ منت کہا کہ مہاراج کہانا کہا لیجے۔ دیوتا کی جانب سے
ب نہ ملا لقمان بہت رویا اور گڑگڑایا۔ مگر کوئی آواز دیوتا صاحب کے منہ سے نہ دی لقمان
کر کہ دیوتا خفا ہین ہاتہ سے نوالہ بنا کر اونکے منہ مین دینے لگا مگر جب اسپر بہی دیوتا
نہ کہلا اور نوالہ لقمان کے ہاتہ مین ہی رہا لقمان کو بہت خوف ہوا کہ دیوتا ناراض
تو بیٹہ کر خوشامد کرنے لگا بہترا اپنے قصور کی معافی چاہی رو یا چلایا مگر کچہ جواب
لقمان کو غصہ آیا اور ہتہانی اوٹہا کر لی اوسکے ٹکڑہ ٹکڑہ کر دئیے۔ اور اکیلا کہانا
جب لقمان کی مان آئی اور اسنے لی اوسکے ٹکڑہ ٹکڑہ دیکہے اپنا سر پیٹ لیا او

لقمان سے دریافت کیا لقمان نے کل حال جو گزرا تہا وہ سنایا - اور یہ بہی کہہ مین نے توڑا ہے ماں چونکہ لقمان سے بہت محبت رکہتی ہتی اوسنے کچہہ نہ کہا بلکہ سے اونکے عقیدہ مین تذبذب پڑگیا اور سمجہے کہ مہاراج جب ایک بچہ کا کچہہ نہ کر تو ہمارا کیا کرین گے -

لقمان نے چند ماہ موم بتی بنانے والے کی دوکان پر یہی کام سیکہا - سنگ تراشی بنانا یہ سب باتین لقمان کی فطرت کے خلاف ہتین اسوجہ سے اوسکی طبیعت ا نہ جمتی ہتی اور ماں کو اسقدر محبت ہتی کہ اوسے تمام دن لقمان کا گہر سے غایب رہنا گزرتا ہتا اسی لئے والدین نے لقمان کو موم بتی بنانے والے کی دوکان سے اوٹہا اور تیرہ چودہ برس تک لقمان یون ہی ادہر اودہر پہرتا رہا - لقمان کا علم کی طر پہلے ہی سے رجحان تہا اور وہ چاہتا تہا کہ کسی طرح علم حاصل کیا جائے - چنانچہ بڑی جد سیموستا کے مدرسہ مین لقمان کو اوسکی والدین نے داخل کردیا جہان لقمان نے علم کی تعلیم پائی - لقمان کی ذہانت اور طباعی دیکہکر سیاس نامی مصری حکیم نے جو اس مد کا مہتمم تہا لقمان پر بڑی مہربانی کی اور اوسکا خرچ خوراک اپنے ذمہ لے لیا اور اوسے بہت کوشش سے تعلیم دینا شروع کیا - لقمان نے سیاس سے علم منطق اور بیان پڑہا کیا اور تہوڑے ہی دنون مین ان دونون علوم مین اعلے مہارت حاصل کری مگر سیاس کے بیوقت مرجانے نے لقمان کی تعلیم کو ادہورا کردیا اور اوسکی مصیبتون کا زمانہ شروع ہوا وجہ یہ ہوئی کہ جب سیاس کی وصیت کے بموجب اوسکا سارا مال لقمان کے ہاتہہ آیا - تو یہ دیکہکر اوسکا چچا سنگتراش مال اوڑانے کی فکر مین لگا - اور اس تدبیر مین کامیاب ہونیکی غرض سے اوسنے لقمان کے ماں سے جاکر کہا کہ چار ہزار روپیہ تمہارے خاوند کے پاس چاہیئے تہا وہ مرگیا اب تم دو - لقمان کی ماں نے یہ سارا قصہ لقمان سے کہا وہ دوڑا ہوا چچا کے پاس گیا اور کہا کہ باپ کے پاس کوئی روپیہ کسی کا نہین چاہیئے یہ آپ کیا فرماتے ہین.

بہت خفا ہوا اور لقمان خوب مارا اور آخر میں مطلب کی بات یہ کہی کہ سیاس کا مال
تو ہی ہضم کر گئے ہمارا حصہ نہ دیا لقمان نے اپنے چچا کو چچا سمجھ کر یہ کہا کہ وہ مال آپکا
ہے آپ سارا مال لے لیجے ہمیں روٹی کپڑا آپ دیدیا کریں اور ہمیں مال کیا کرنا ہے
لقمان کے چچا نے بہت خوشی خوشی تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ اور بے ایمانی سے لقمان اور
اسکی ماں کو بالکل تہیدست کر کے کنارہ کشی کر لی مولانا ظہر اس نے سیرۃ القمان میں
اس کیفیت کو نہایت فصاحت سے لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب لقمان اسطرح بالکل
تہیدست ہو گیا تو اوسکو سخت پریشانی ہوئی مگر چونکہ علم معانی میں اوسے خوب درک
تھا اسوجہ سے سیاس کی جگہہ لقمان کو دیگئی اور آپ وہ اون شاگردوں کو جنکو اوسکا
اوستاد تعلیم دیتا تھا مدرسہ میں تعلیم دینے لگا۔ لقمان کا چچا لقمان کا جانی دشمن تھا اور
جب اوسنے دیکھا کہ لقمان کو ایک اچھی جگہہ مل گئی اوس نے مجسٹریٹ سے جاکر یہ کہدیا سیاس کو
لقمان نے اوسکی جگہہ حاصل کرنے کے واسطے زہر دیا تھا مجسٹریٹ کو لقمان کے چچا سے بہت تھی
کی وجہ سے پرانا تعارف تھا اوسنے اوسکی رپوٹ پر لقمان اور اوسکی ماں کو گرفتار کر لیا
مگر پیشی کے وقت لقمان کے سچے سچے حالات بیان کرنے سے مجسٹریٹ نے اولٹا لقمان کے چچا کو
ماخوذ کیا اور تمام مال لقمان کو واپس دلادیا اور اوس مدرسہ میں سیاس کی جگہہ پر حکماً
لقمان کو معمور کر دیا۔

لقمان کو جب روپیہ ہاتھہ آگیا تو اوسنے یہ گوارا نہ کیا کہ ایسے شہر میں جہاں اوسکا چچا موجود
ہو زندگی گزارے اسواسطے وہ تحصیل علم کے شوق میں اوسے وطن سے سفر کرنا پڑا۔
انطاکیہ پہونچا اور وہاں منطق اور دیگر علوم میں ورکمال حاصل کیا اور یہاں سے
لونیا۔ اور یونان۔ فرانس رومۃ الکبری اور بعد ازاں ایتھینس دار الخلافہ یونان
میں پہونچا اور بڑہاپے میں علوم کی کمی کو پورا کرنے کے واسطے مصر چلا گیا۔
لقمان کی تصانیف فلسفہ منطق۔ الہیات ہیأت۔ طبیعیات معانی بیان وغیرہ وغیرہ

علوم پر بہت کثرت سے ہین جواب تک قابل دید ہین۔ لقمان علم ریاضی مین بہی دستگاہ رکہتا تہا۔ لقمان کے مذہب کے بارہ مین مشہور ہے کہ وہ دہریہ تہا مگر یہ بات صحیح نہین ہے مولانا محمد امین نے ایک بسیط بحث کرکے ثابت کیا ہے کہ لقمان خدا پرست تہا نوے برس کی عمر مین اوسکے دشمنون نے الحاد کا الزام قایم کرکے لقمان کو کتون سے پہڑوا ڈالا۔

ارسطو

ارسطو افلاطون حکیم کے شاگردان رشید مین سے تہا جو اسٹیگی را مین جو مقدونیا کا ایک شہر ہے پیدا ہوا تہا۔ ارسطو کی پیدایش کا زمانہ دنیا سے تین ہزار چہ سو برس قبل تخمینہ کیا گیا ہے۔ ارسطو افلاطون کی پوری چالیس برس بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کا باپ نیکو میجس تہا جو سکندر اعظم اور فیلقوس کے باپ امنٹس کے ہان امیر الاطبا تہا سکندر اعظم کا دادا اوسکی بہت عزت کرتا تہا۔

سترہ برس کی عمر مین ارسطو افلاطون کے پاس تعلیم کی غرض سے بہیجا گیا اور افلاطون سے بیس برس تک تعلیم پاتا رہا۔ اور جب افلاطون کا انتقال ہوگیا تو ارسطو اپنے وطن اسٹیگیرا مین جہان اوسکے مان باپ ہتے تہے چلا آیا۔ ارسطو بیس برس کے بعد وطن مین آیا اوس وقت اوسکے والدین بہی مر چکے تہے اور ایک عجیب انقلاب ہوگیا تہا جسکے وجہ یہ ہوئی کہ اسٹیگیرا کے گورنر خود مختار ہونا چاہتے تہے جسپر فیلقوس نے اوسپر چڑہائی کرکے شہر کو برباد کردیا۔ ارسطو اپنے اُس اوجڑے ہوئے وطن مین رہکر کیا کرتا وہ مقام ایٹرنیا جو مائی سیا مین تہی چلا آیا یہان ہرمیاس جو ارسطو کا ہم مکتب تہا حکمرانی کر رہا تہا اس نے ارسطو کا نہایت عزت سے خیر مقدم کیا اور ارسطو یہین رہنے لگا یہان اوس نے ہرمیاس کی بہن بھتیجی سے جو ارسطو پہ عاشق ہوگئی اپنی آیندہ ارزوئون کو پورا کرنے کی امید پر با اجازت ارسطو سے پڑہنا شروع کردیا اور بالآخر جب ہرمیاس شاہ ایران کے ہاتہ سے قتل ہوگیا تو ارسطو اوس

ی تھسلی جو ایک نہایت حسین خاتون تھی اسکی شادی ہوگئی شادی کو تھوڑا ہی زمانہ گزرا
تھا کہ فیلقوس نے اپنے بیٹے سکندر کی تعلیم کے واسطے ارسطو کو مقرر کیا - ارسطو نے سکندر اعظم
کو وہ تمام باتین جو ایک بڑے حکمران کو ضروری ہین تعلیم دین اور چونکہ سکندر اعظم خود بھی
ایک ہشیار اور ہونہار لڑکا تھا اوسنے ارسطو سے تمام علوم حاصل کئے - فیلقوس ارسطو سے
یہانتک خوش ہوا کہ اوسکا اوجڑا ہوا وطن پھر آباد کرا دیا -

ارسطو کو سکندر اعظم کی وجہ سے دنیا کی تمام عیش و آرام مہیا تھی مگر اوسمین ایک حکیمانہ روح تھی
وہ سمجھی افلاطون کی نصیحت کہ حکمت یا علم اسلئے نہین ہے کہ وہ دست بستہ کسی حکمران
کے آگے کھڑا ہو اور صرف یہ کھڑا ہونا علم کی معراج سمجھی جائیگا کو بھی نہ بھولا تھا ایک دن
بیٹھے بیٹھے اوسکے دل مین یہ خیال گزرا اوسنے اب سفر کا قصد کرکے سکندر اعظم سے اجازت
چاہی سکندر ارسطو سے اسقدر محبت کرتا تھا کہ اوسنے بدقت اوسے اجازت دی
ارسطو رخصت ہوکر اتھنز دار الخلافہ یونان پہونچا اور یہان ایک مدرسہ جاری کرکے
علم معانی اور فلسفہ کی تعلیم شروع کی - یہان اسی سوکریٹ حکیم نے علم معانی مین
نہایت شہرت حاصل کر رکھی تھی مگر رفتہ رفتہ ارسطو کی وجہ سے اوسکی شہرت مین کمی
ہوگئی اور تمام اتھنیس مین ارسطو ہی ارسطو مشہور ہوگیا درحقیقت - ارسطو کی فصاحت
بلاغت اور طلیت ایسی ہی تھی کہ اوسکے سامنے کسی کا چراغ نہ جل سکتا تھا -

جون جون ارسطو کی شہرت زیادہ ہوتی گئی اوسکے حاسدون کی تعداد بھی بڑھتی گئی
مگر ارسطو کے آگے کسی کی نہ چلی مخاصمت کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ ارسطو کے فلسفہ نے یونانیوں
کے دیوتاؤن کی پرستش بے بنیاد ثابت کردی تھی اور اس فلسفہ کا عام طور پر چرچا ہوتا
جاتا تھا اسلئے پادری اور پوجاری برانگیختہ ہوگئے اور اونہون نے ارسطو کے ہلاک کرنے کی
تدبیرین کین ارسطو کا جانی دشمن اور جگری عدو سیرس کا پادری تھا -
جب سکندر اعظم کا انتقال ہوگیا تو دشمنون کی بن آئی اور اونہون نے مجسٹریٹ کے پاس

نالش کی کہ ارسطو ہمارے مذہب کی توہین کرتا ہے - مجسٹریٹ نے ارسطو کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کردیا اور پولیس اس مشہور حکیم کو عین اوسوقت جبکہ درس دے رہا تھا اور سینکڑون شاگرد موجود تھے گرفتار کرکے لے گئے - اور افسوس ہے کہ کوئی مددگار نہ ہوا اور آخر کار پولیس نے ارسطو کو اجلاس مین حاضر کیا اور مجسٹریٹ نے بعد تحقیقات ارسطو کو جلاوطنی کی سزا دی اور ۳ دن کی مہلت دی کہ اتھینس سے چلا جائے -

جب ارسطو اس طرح ۶۱ برس کی عمر مین اتھینس سے جلاوطن کیا گیا وہ اتھینس سے روانہ ہوکر چیل کس پہونچا جہان اوسکی اتھینس سے زیادہ آؤبھگت ہوئی اور یہان بھی اوس سے فلسفہ کی تعلیم کی بابت درخواست کی گئی مگر ارسطو کو فلسفہ کی تعلیم نے جو رنج پہونچایا تھا - وہ تھوڑا نہ تھا - اوس نے قطعی انکار کردیا - مگر ارسطو کو اس رنج سے کہ اوسکے بڑھاپے مین ایسی بے عزتی ہوئی - وہ اپنی امیدون مین ناکامیاب ہوا - جو تکلیف ہوتی تھی اوسکو وہ برداشت نہ کرسکا اور آخر کار اوس نے اپنے کو ہلاک کرنیکا فیصلہ کرکے اپنی بچون اور اپنی پیاری بیوی کو اپنے وطن بھیجدیا اور آپ سمندر مین ڈوب کر مر گیا -

ارسطو کی وفات کے بارہ مین اختلاف ہے بعض مورخین کا بیان ہے کہ وہ درد قلنج سے مرا - مگر دریا مین ڈوب کر مرنا زیادہ صحیح ہے -

ارسطو کے ایک لڑکی اور ایک لڑکا تھا - لڑکی کی شادی اسپارٹا کے پوتے سے ہوئی اور بیٹا اپنے باپ کے بعد مختلف الام مین گرفتار رہا -

ارسطو کی تحقیقات اسقدر وسیع تھی کہ اوس نے ہر مسئلہ اور ہر علوم پر بیسیون کتابین تحریر کی ہین - ارسطو کی تصنیفات پر نظر ڈالنے سے نہ صرف فلاسفی اور علم معانی کی ذخیرے کا پتہ چلتا ہے علم نباتات اور حیوانات کا بھی ایک وسیع علم اوسمین موجود ہے

ارسطو نے صرف حیوانات کی تحقیق مین پچاس بڑی بڑی کتابین تحریر کی ہین۔ مگر افسوس ہے کہ اس نامور حکیم کی کل تصانیف پیرس کے پادریون کے حکم سے جلادی گئین۔ مگر پوپ اپلیز مین کے عہد مین ۱۲۶۶ء مین پہر یہ بندوبست کیا گیا کہ ارسطو کی تصانیف جمع کی جائین آخر ۱۵۰۲ء مین ارسطو کی تصانیف کا ایک ذخیرہ جمع کیا گیا علم منطق مین ارسطو کا اول نمبر ہے۔ سییرو لکہتا ہے کہ ارسطو ہی علم منطق کا موجد تہا لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ حکیم زینو نے اس علم کو ایجاد کیا تہا۔

ارسطو کے مذہب کے متعلق صرف یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے اوستاد افلاطون کی طرح وجود خداوند تعالی کا قایل تہا۔

ارسطو کی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ بت پرست تہا مگر ساتہہ ہی جسطرح افلاطون نے بت پرستی کے خلاف بہت زور نہین دیا۔ ارسطو نے بہی کوئی جد وجہد نہین کی۔ اتہینس مین ارسطو کا گرفتار ہونا اور جلا وطن کیا جانا صرف دشمنی کی وجہ سے تہا کہ ارسطو کی تعلیم بت پرستی کے مخالف ہتی کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو ارسطو جلا وطن نکیا جاتا بلکہ اس جرم کی سزا مین صلیب پر لٹکا دیا جاتا۔ ارسطو کے سینکڑون شاگرد تہے جسمین صرف پانچ شاگرد نہایت مشہور ہین۔ تہوفریٹس۔ اسٹریٹو۔ لیکن بڑوس کا رہنے والا۔ ایز ٹیو۔ کری ٹولاس۔ ڈایوڈورس

عمر خیام

عمر خیام اپنے وقت کا ایک قابل ترین محقق علم ہیئت و ریاضی و حکمت ہونے کے علاوہ ایک بے عدیل شاعر گزرا ہے اوسکی شاعری مین زیادہ تر قابل تعریف بات یہ ہے کہ اس مین ہر جگہہ اور ہر مقام پر فلسفیانہ حکمت کوٹ کوٹ کے بہری ہوئی ہے۔ خیام کبہی قید بدعت سے آزاد اور پابندی دین سے علیحدہ ہو کے آزادہ روی اور زندہ دلی کی تعلیم کرتا ہے۔ کبہی اپنے رندانہ وعظ ونصیحت اور قلندرانہ تلقین سے گہبرا کے

اخلاق کے سچے رستہ کی طرف لاتا ہے غرض اوسکی تعلیم بظاہر ایسی متناقض معلوم ہوتی ہے کہ جب تک غور سے نہ دیکھا جائے اوسکے اصلی منشا اور دلی مقصد کا علم ہونا مشکل ہے۔ عمر خیام ایران مین پیدا ہوا اور وہین پرورش پائی۔

اس نامور شاعر کا آبائی پیشہ خیمہ دوزی تہا جسے خود اوس نے بہی مدتون کیا ہے مگر اپنے علم اور ذہانت کی وجہ سے جو اعلیٰ قابلیت شاعری مین حاصل کی اوس زمانہ مین اوسیکا حصہ تہا۔ ہم دلچسپی کے لئے حسب ذیل اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ خیام زمانہ کے تغیرات کو ایک کہیل سمجہتا ہے اور عالم انقلاب کو ایک تماشہ یہانتک کہ کوئی قوت بہی اوسکے لئے ڈراونے چیز نہین وہ لکہتا ہے۔

بشنو ز من ای زبدہ یاران کہن	اندیشہ مکن زین فلک بے سر و بن
بر گوشہ عرصات قیامت بنشین	بازیچہ چرخ را تماشائی کن

ان شعرون مین خیام سبزہ کی تعریف کرتا ہوا ایک عبرت ناک منظر دکہلا رہا ہے

چون ابر بنوروز رخ لالہ بشست	برخیز و بجام بادہ کن عزم درست
این سبزہ کہ امروز تماشاگہ تست	فردا ہمہ از خاک تو برخواہد رست

زمانہ کی بے ثباتی پر لکہتا ہے۔

ہنگام سپیدہ دم خروس سحری	دانی کہ چرا ہمی کند نوحہ گری
یعنی کہ نمودند در آئینہ صبح	کز عمر شبی گذشت و تو بیخبری

خیام مسئلہ تقدیر پر خیالات کا نمونہ ہے

یارب تو گلم سرشتہ من چہ کنم	پشم و قصبم تو رشتہ من چہ کنم
ہر نیک و بدی کہ از من آید بوجود	تو بر سر من نوشتہ من چہ کنم

خیام برخلاف زمانہ اختلاف خیالات سے بہرا ہوا ہے اور ازادانہ شاعری کا نمونہ دکہلاتا ہے

گر فلکم دست بدی چون یزدان	برداشتمے من این فلک را ز میان
از نو فلکے دگر چنان ساختمے	کازادہ بکام دل رسیدی آسان

اپنے گناہ سے شرمسار اور خدا کی رحمت پر نازان ہو کے لکھتا ہے۔

از حاجتے کردگار و زرب رحیم	نومید مشو بجرم و عصیان عظیم
گر مست و خراب بودہ باشی امروز	فردا بخشد زاستخوانہائے رمیم
اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من	این حرف معما نہ تو خوانی و نہ من
ہست از پس پردہ گفتگوے من و تو	چون پردہ برافتد نہ تو مانی و نہ من
اے سوختۂ سوختنۂ سوختنی	اے آتش دوزخ از تو افروختنی
تا کے گوئی کہ بر عمر رحمت کن	حق را تو کجا برحمت آموختنی

خیام نے جس طرف خیال دوڑایا ہے کوئی کسر باقی نہین رکھی دل تو بہت چاہتا ہے کہ اس نامور شاعر کے کل چیدہ چیدہ اشعار ناظرین کے سامنے پیش کئے جائین مگر اس چھوٹے سے رسالہ مین گنجایش نہین۔

عمر خیام۔ حسن صباح و ابوالقاسم کا جو بعد مین نظام الملک کے عہد تک پہونچا ہم مکتب تھا ۔۔۔ھ مین نیشاپور کے مشہور دار العلوم مین تعلیم پائی اور بعد ازان محمود غزنوی کے شاہی محقق علم ہیئت و نجوم کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور نیشاپور ہی مین وفات پائی۔ یہ پتہ نہین چلتا کہ اس مشہور شاعر کی کس سنہ مین وفات ہوئی۔

سعید بن مسجح

سعید بن مسجح ایک مکی نژاد شخص تھا۔ ابو عثمان کنیت تھی اور اون خوش نصیب غلامون مین سے تھا جو ابتدا اگر تو شرفاء عرب کی خدمت کے واسطے لائے گئے مگر آخر مین ترقی کرکے جو اپنے آقاؤن کے لیئے موجب فخر و ناز بن گئے سعید کو قسمت

مسن قبیلہ عرب کا غلام بنایا اس مین اختلاف ہے بعض بنی جمح کو بتاتے ہین بعض بنی نو
بن حارث بن عبدالمطلب اور بعض بنی مخزوم کو۔
عرب کے اس نامی گرامی پہلے مغنی کو کہتے ہین کہ ایک خوش رو شخص تہا رنگت زرد تہی اور یہ
رنگ عربون کو بہت پسند تہا۔ مگر بعضی لوگ اسے سیاہ فام اور حبشی بتلاتے ہین۔ خیر
رنگت چاہئے جیسی ہی ہو خدا نے ذہن اچہا دیا تہا دانا۔ زکی۔ اور طبیعت دار شخص تہا
آقا انہین وجوہات سے بہت محبت کرتا تہا۔ اتفاقاً ایکدن سعید رقاع عاملی کے یہہ
شعر گا رہا تہا۔

اَلَمْ تَرَ عَلٰی طَلَلٍ عَفَا مُتَقَادِمٍ	بَیْنَ الْکَثِیْبِ وَبَیْنَ غَیْبِ النَّاعِمِ
لَوْلَا الْحَیَاءُ وَاِنَّ رَاْسِیْ قَدْ عَفَا	فِیْهِ الْمَشِیْبُ لَزُرْتُ اُمَّ الْقَاسِمِ

سعید کا آقا بہی یہ شعر سن رہا تہا اوسنے سعید کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اس شعر کو پہر گاو
سعید نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل مین اس شعر کو پہر گایا اور اس مرتبہ پہلے سے بہی اچہی ادا کیا۔
آقا نے سعید سے دریافت کیا کہ یہ لئے تمنے کس سے سیکہی جواب دیا کہ مین نے اس لئے
مین عجمیون کو فارسی اشعار گاتے سنا تہا لئے اچہی معلوم ہوئی مین نے عربی اشعار پر
کوشش کرکے قایم کرلی ہے۔ سعید کا آقا اسکے یہ جدت دیکہکر بہت خوش ہوا اوس
اوسے آزاد کردیا۔
ابن مسجح کو عجمیون کے گانا سننے کا کب اور کیونکر موقع ملا اسکی نسبت دو روایتین ہین
ایک تو یہ کہ معاویہ ابوسفیان نے مکہ کے مقامات از سر نو تعمیر کرانے کی غرض سے فارسی
معمارون کو بلایا تہا۔ دوسری یہ کہ عبداللہ بن زبیر نے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرایا تو عجمی معمار
بلائے گئے۔ ان ہر دو روایات مین سے آخر الذکر روایت زیادہ مشہور ہے غرض سعید
نے ان معمارون سے جو کام کرتے وقت گاتے رہتے تہے علم موسیقی کو حاصل کیا۔ مگر
اس سے ظاہر ہے کہ اسوقت تک جو کچھ ترقی کی تہی وہ خود رو تہی نہ کسی استاد سے سیکہا تہا

نہ - کمال استاد فن کو سُنا تہا - سعید کو جب آزادی مل گئی تو اُسنے شام کا رخ کیا اور
وہان جاکے عیسائی بڑے بڑے مغنیون سے ملاقات کی - رومی زبان کی دہنین سیکہی - قدیم
روما کے اصول موسیقی مین مہارت حاصل کی - بربط چنگ بجانے مین دستگاہ پیدا کی شام
سے عراق ہوتا ہوا سعید ایران پہونچا اور یہان کے باکمال ماہرین علم موسیقی کی شاگردی
اختیار کی اور اوسکا مذاق موسیقی معلوم کیا - جب گانے بجانے مین پورا کمال حاصل کرلیا تو
سعید ابن مسجح پہر مکہ معظمہ واپس آیا اور سکونت پذیر ہوا -
اسوقت تک ابن مسجح کی ترقیون کا تعلیمی زمانہ تہا - یعنے مروجہ اور مختلف اقوام کی موسیقی
اور اونکی پسندیدہ دہنون اور راگنیون کو حاصل کر رہا تہا - مگر اب مکہ مین آکے اوسکے کمالات
کا دوسرا عہد یعنے اجتہادی ترقی کا زمانہ شروع ہوا - اب وہ یہ کر رہا تہا کہ جن دہنون کو
عربون کے مذاق اور اونکی طبیعت کے موافق پاتا عربی اشعار مین قایم کرتا اور اس دلکشی
سے ادا کرتا کہ لوگ حیرت مین رہ جاتے - یہ حال دیکہہ دیکہہ کے لوگ ہر جگہہ تعریف کرتے تہے
یہانتک کہ عبد الملک بن مروان کے دربار مین شکایت کی گئی کہ سعید کے گانے سے قریش کے
نوجوانون کی اخلاقی حالت خراب ہوئی جاتی ہے اونکو اوسکے گانے سے اسقدر دلچسپی ہوگئی
ہے کہ دوسرا کام نہین کرسکتے -
اس شکایت سے خلیفہ نے عامل مکہ کے نام حکم بہیجا کہ سعید کی تمام جائداد ضبط کرکے اوسے
میرے پاس بہیجدو -
خلیفہ کا حکم پہونچتے ہی عامل نے غریب ابن مسجح کی کل جایداد ضبط کرلی اور انہین شام
خلیفہ کے دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا گیا - سعید علم موسیقی سیکہنے کے جرم مین
گہر سے بے گہر ہوکے شام مین پہونچے تو انہین یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی کہ خلیفہ کے
دربار مین کن کن لوگون کی رسائی ہے - آخرکار بڑے تجسس سے اون روسا اور عمائدین کا
پتہ دریافت کیا اور یہ سعید ہے اونکے مکان پر پہونچے اور نہایت آزادانہ اون سے

دریافت کیا کہ ایک حجازی غریب الوطن کو اپنا مہمان بنانے میں آپکو تامل تو نہ ہوگا۔
یہ وہ زمانہ تہا کہ صدہا اہل حجاز اپنے اپنے عرض لئے ہوئے دمشق پہونچا کرتے تہے لہذا کسی اجنبی
نو وارد کا ایک معزز صاحب مرتبہ کا مہمان ہونا آسان کام نہ تہا۔خصوص ابن سریج جیسے حقیر
صورت شخص کو۔ علاوہ اسکے جن مین قریشی رئیس زادون سے اس مکی مغنّی نے درخواست کی
تہی وہ اوس روز برق الافق نامی ایک مشہور گانے والی کے یہان ایک جلسہ مین مدعو کئے گئے
تہے۔ ابن سریج کی یہ درخواست دو آدمیون کو بُری معلوم ہوئی مگر تیسرے شخص نے مہمان نوازی
کے خلاف سمجہکے درخواست کو منظور کیا اور اپنے دونون دوستون سے کہا کہ آپ جلسہ مین
جائیں مین مہمان کے ہمراہ گہر پر رہونگا۔ ان دونون نے کہا کوئی مضایقہ نہین آپ معہ اپنے
مہمان کے جلسہ مین تشریف لے چلئے غرض اس طرح اتفاقیہ ابن سریج کو دمشق مین پہونچکے
صحبت رقص و سرود مین شریک ہونے کا موقعہ مل گیا۔
برق الافق کے گہر پہونچ کے ابن سریج نے کہا کہ مین ایک حقیر اور کالا کلوٹا آدمی ہون شاید
لوگون کو میرے ساتہ بیٹہنا ناگوار ہو لہذا مین الگ جوتون کے پاس بیٹہا جاتا ہون۔ یہ عجیب
درخواست ماننے کے قابل نہ تہے مگر جب بہت اصرار کیا گیا تو لوگ مجبور ہوگئے اور ابن سریج
ایک ذلیل مقام پر بیٹہہ گئے۔ جب کہانے پینے سے فراغت ہو چکی اور دور شراب چلنے لگا
تو دو خوبصورت عورتین درمیان مین ایک چوکی پر آکے بیٹہین اور گانے لگین انکے بعد
ایک اور خوبصورت عورت چوکی پر بیٹہی اور گانا چاہتی تہی کہ ابن سریج نے اس عورت کے
حسن کی تعریف مین ایک شعر پڑہا جسپر وہ بہت ناراض ہوکے بولی کہ اب مین ایسی گئی گزری
ہوگئی کہ ایسا ذلیل غلام میری تعریف کرتا ہے ابن سریج کی اس دلیری کو لوگون نے ناپسند
کیا مگر خاموش ہوگئے۔ اب اوس نازنین نے ایک چیز شروع کی اور گلے بازی کا لطف دکہا رہی
تہی کہ آپنے پہر اوسکے گانے کی تعریف کی۔ اسپر برق الافق جو اس نازنین کی مان تہی جل گئی
اور کہنے لگی کہ اگر ایسے غلام تعریف کرینگے تو مین شریفون سے ملنے کی قابل نہ رہون گی۔

ابن سریج کا میزبان سخت ناراض ہوا اور کہا کہ آپ تشریف لے جائیے میں ہی گھر پر آتا ہوں
ابن سریج اپنے میزبان کے منہ سے یہ بات سنکے اوٹھ کے چلنے کو تھے کہ لوگوں نے بصد منت
بٹھا لیا اور عرض کیا کہ آپ مہربانی فرماکر خاموش بیٹھ جائیے۔
ابن سریج اس موقعہ پر بالکل خاموش ہوگئے اس عرصہ میں اوس نازنین نے پھر گانا شروع کیا
اور دو تین تانیں لی تھیں کہ آپسے نہ رہا گیا اور بول اوٹھے غلط بالکل غلط گارہی ہے
اور اوسی وہن میں گاکر سنا یا جسے سنکے وہ گھبرا گئی اور بولی کہ یہ بات
سوائے ابوعثمان سعید بن سریج کے کسی میں نہیں اس طرح سے ابن سریج اس مجلس میں شناخت
کی گئی اور انکی نہایت عزت وتکریم ہوئی وہ شخص جس نے آپ کو اپنا مہمان بنایا تھا خلیفہ
کے پاس لیگیا اور وہان سے انکا قصور معاف ہوگیا اور ضبط شدہ جایداد پھر عطا کردی گئی
ابن سریج کے مشہور شاگردون میں ابن سریج تھا۔ ابن سریج کی وفات کی تاریخ کا پتہ نہیں
چلتا مگر اس میں شک نہیں کہ وہ ولید بن عبدالملک کے دور تک زندہ تھا۔

ابوالصلت امیۃ بن عبدالعزیز

ابوالصلت امیۃ بن عبدالعزیز کے نام سے بہت کم لوگ واقف ہوں گے۔ یہ اسلام کے عہد
اولین میں سرزمین اسپین کے ایک بہت بڑے زبردست اور نامی گرامی طبیب دقیقہ
رس حقیقت شناس فلسفی جادو نگار اور فصیح البیان ادیب شاعر اور ماہر فن موسیقی گزرے
ہیں ابوالصلت ۴۶۰ ہجری کے قریب شہر دانیہ میں جو اندلس کے مشرقی اضلاع میں
اور مشہور و معروف شہر اشبیلیہ کے قریب واقعہ تھا پیدا ہوئے اور خوش نصیب تھے کہ سواد
وطن ہی میں نشو و نما پایا۔ آپنے پہلے قاضی ابوالولید وقشی کی شاگردی کی اور بعدہ دیگر
اساتذہ وطن کے فیض صحبت سے ہر علم و فن میں کمال [illegible] کیا۔ طب میں جو کمال آپکو تھا
وہ اندلس میں کسی دوسرے کو کم حاصل تھا۔ ریاضی [illegible] میں وحید زمانہ شمار کئے جاتے
تھے۔ ادب شاعری کے اعتبار سے وہ مقبولیت عام [illegible] میں

کوئی اونکے ہم پلہ نہ تہا - ان علوم کے علاوہ علم موسیقی مین ایسی واقفیت اور مہارت پیدا کی ہتی کہ عرب کے تمام باکمال لوگون کا نام مٹ گیا تہا - صرف علم ہی نہین بلکہ عملی طور پر بہی اس فن کے بہت بڑے اوستاد تہے افریقیہ کے تمام مروجہ دہنین اونہین کی قایم کی ہوئی تہین یہان تک کہ علامہ مصری جو اس نامی گرامی فیلسوف کے پانچ چہہ سو برس بعد ہوئے اپنی کتاب نفح الطیب مین لکہتے ہین کہ بلاد افریقیہ مین آج تک جتنی دہنین مروج اور مقبول ہین وہ سب ابو الصلت امیہ کے قایم کی ہوئی ہین -

آخر جب اونہون نے دیکہا کہ دانیہ اور اندلس مین مجہسے بڑا اوستاد نہین تب اونہون نے سفر کا ارادہ کیا اور اونیسوین سال عالم شباب مین ۴۸۹ ہجری ابو الصلت امیہ اسکندریہ ہوتے ہوئے قاہرہ مین جو مصر کا دار السلطنت تہا پہونچے مصر اس زمانہ مین حوادث زمانہ کا اماج گاہ ہو رہا تہا - مصر مین بنی فاطمہ کے خلفاء کا دور زوال مین ارہا تہا - دو سال پیشتر خلیفہ المستنصر باللہ فاطمی جسکے ہاتہہ پر حسن بن صباح نے حاضر ہوکے بیعت کی تہی جام شہادت پی چکا تہا - خلیفہ کے ولیعہد کو بہی لوگون نے چہوڑ دیا تہا بجائے نزار کے مستعلی کے ہاتہون پر بیعت کر چکے تہے سبب یہ تہا کہ مستنصر باللہ کے آخر زمانہ مین ایک ارمنی نو مسلم بدر الجمالی بڑہتے بڑہتے وزیر جنگ اور ساری فوجی قوت کا مالک ہوگیا تہا اور عام طور پر وزیر الجیوش کے نام سے یاد کیا جاتا تہا - اس وزیر کے مرنے کے بعد خلیفہ نے اسکے لڑکے افضل کو وزیر جنگ کے عہدہ پر معمور کر دیا تہا - جو تہوڑے دن کے بعد سلطنت کے تمام سیاہ و سفید کا مالک ہوگیا تہا - کیونکہ خلیفہ عشرت پرست ہوکے محل سے باہر نکلتا تہا وزیر ہی کل کام انجام دیا کرتا تہا - افضل اور نزار ولی عہد کے درمیان خلیفہ کے جیتے جی ہی ان بن ہوگئی ہتی - جب خلیفہ کا انتقال ہوگیا - افضل نے نزار کو نالایق کہکے نکال دیا اور مستعلی اوسکے بہائی کے ہاتہہ پر بیعت کر لی افضل کے ساتہہ تمام قاہرہ کے لوگون نے مستعلی کا ساتہہ دیا اور اوسکے مطیع ہوگئے نزار اور مستعلی مین کئی لڑائیان

ـرا آخر افضل نے نزار کو زندہ پکڑوا کے ایک دیوار مین چنوا دیا اور اب تمام
مین افضل کا ہی طوطی بولنے لگا۔

ن یہ ہنگامہ اور تماشہ تھی جنین دیکھتے ہوئے ابو الصلت قاہرہ پہنچے قاہرہ مین
ہی آ دبھگت ہوئی اور انہین امید ہوگئی کہ اب اپنے کمال مین ترقی کرنے کا موقعہ
۔ مگر افسوس ہے کہ مصر مین آئے ہوئے آپکو چار ہی برس ہوئے تھے کہ ۴۹۲ھ ہجری
لے کروسیڈز کا ہنگامہ بپا ہوا۔ پیطرس راہب ور گاڈفری رفتہ رفتہ ارض
پر قابض ہوگئے اور خاص مسجد اقصے کی زمین ستر اسّے ہزار مسلمانون کے
ے رنگی گئی ——

ـگے ہنگامہ کو دو تین برس گزرے تھے کہ مستعلی مر گیا اور آمر باحکام باللہ جو
پانچ برس کا بچہ تھا مصر کا خلیفہ مقرر کیا گیا۔ ابو الصلت زمانہ کے اس تغیر و تبدل کو عبرت
ہون سے دیکھ رہے تھے کہ ایک واقعہ عجیب پیش آیا۔ ہم حیران ہین کہ اس واقعہ کو علا
ی خوش قسمتی پر محمول کرین یا بدنصیبی پر کیونکہ اس واقعہ نے علامہ مذکور کی قابلیت کو
لک عالم مین مشہور کر دیا اور اسی وجہ سے اس مشہور فلاسفر نے قید کی اذیتین اٹھائین
ہ تھا کہ ایک تاجر کا جہاز تانبے کی کھیپ لادے ہوئے مصر آ رہا تھا کہ بندرگاہ اسکندریہ
ب پہنچکے ڈوب گیا اس جہاز کے ڈوب جانے سے تجار اسکندریہ کے ساتھ دولت مصر
بہت بڑا نقصان ہوا جس نے افضل کو پریشان کر دیا تھا۔ جب جہاز کے ڈوبنے کا
لامہ ابو الصلت کو معلوم ہوا جو اوس عہد کے یکتائے زمانہ مہندس اور ریاضی
تے اونہون نے غور کر کے چند تدبیرون کا مسودہ ذہن مین قایم کیا اور افضل سے
شخص سے کہا کہ اگر آپ روپیہ صرف کرین اور جن آلات اور سامان کو مین کہون
دین تو غرق شدہ جہاز کو مین نکال دون گا۔

علامہ مذکور کے مجوزہ سامان کو بخوشی مہیا کرا دیا اور صرف کثیر سے تمام آلات مہیا ہوا کے

جب حسب تجویز آلات بن گئے تو علامہ مذکور نے ایک مضبوط جہاز جو بندہ کا
جر ثقیل کے اصول پر ترتیب دیا گیا تھا نصب کئے اور غوطہ خوردون کو حکم دیا
مین جا کے غرق شدہ جہاز کے اطراف مین مضبوط مضبوط ریشمی رسیان باند
غوطہ خوردون نے ایسا ہی کیا اور جب غرق شدہ جہاز کے چارون کونون کو
باندھ دیا گیا تو علامہ مذکور نے مجوزہ کل کے گھمانے کا حکم دیا جسکے گھومانے پر
دیر مین جہاز سطح آب کے برابر آگیا اوسکے کونے پانی سے باہر نکل آئے لوگ خوشی
مچانے لگے مگر افسوس ہے کہ جب جہاز سطح آب پر آگیا تو وہ کل جو گھمائی جا رہی تھی
رک گئی اور اب ہزار زور کیا جاتا تھا مگر جہاز ذرا نہ اوبھرتا تھا - علامہ مذکور نے
کیا تھا کہ پانی کے اندر ہر چیز کا وزن بہت کم محسوس ہوتا ہے - لیکن اب جہاز ا
تک آچکا تھا جہان پانی کا کچھہ امداد نہین پہونچ سکتی تھی بدقسمتی سے
مہندس نے اپنے اس پہلے تجربہ مین اس بات کا خیال ہی نہ کیا تھا کہ اوپر ا
بعد کیا کارروائی کی جائیگی کاش اوسی وقت پانی اولچوا کے تانبے نکالنے ا
شروع کر دی جاتی تو شاید کچھہ زور چل سکتا مگر نہین ابو الصلت کی غلطی سے
اور زور لگانے کا حکم دیدیا جسکے ساتھہ رسّے ٹوٹ گئے اور جہاز پھر تہہ سے
اس ناکامی کے بعد اگر غور کرنے کا موقعہ ملتا اور سلطنت مدد دینے پر آمادہ ہوتی
علامہ ابو الصلت دوبارہ کوشش سے یقیناً کامیاب ہوتے مگر معاملہ دگرگون
اس ناکامی کو سنکے برہم ہوا اور بجائے اسکے کہ علامہ مذکور کا ناکامی پر حوصلہ بڑھا
اسکندریہ کے کتب خانہ مین قید کر دیا گیا افسوس یہی اسباب تھے جنکی وجہ
قدیم زمانہ مین علم انجنیری اور کلین بنانے کے علم کو کامیابی نہ ہو سکی —
علامہ ابو الصلت اس طرح قید ہو کے کتب خانہ کی سیر کرتے رہے مگر آخر قید سے
ہو کے انہون نے افضل کے چند معتمد علیہ امرا کی شان مین قصیدہ لکھا در

ل ۵۲۵ھ مین قید سے نجات ملی۔
ن پہلے استقدر ناراض تہا کہ آسنے اسکندریہ مین انہین نہ رہنے دیا جس سے
لے علامہ کو ۵۰۶ھ مین مصر سے قطع تعلق کرکے مہندیہ چلے آئے جو الجزائر
وست اور فرمانروایان بنی منہاج کا دار السلطنت تہا موجودہ حکمران علی
ن میم نے علامہ موصوف کی نہایت قدر کی اور بالآخر ۵۲۹ھ مین ہمارے
امہ ابو الصلت نے دوشنبہ کے روز دنیائے فانی سے کوچ کیا۔
صوف کی تصانیف کی بہت کتابین مین جنکا پتہ شاید ممالک افریقہ وغیرہ مین ملے
دستان اور دیگر ولایتون مین انکا ملنا دشوار ہے۔
صوف کی تصانیف سے ایک کتاب مصر و قاہرہ کے حالات پر ہے۔ ایک اور رسالہ
مین شعراء اندلس کا تذکرہ ہے۔ ایک رسالہ علم موسیقی پر ہے ایک رسالہ
سہ پر لکہا ہے ایک رسالہ مین اصطرلاب سے کام لینے کی ترکیب تحریر کی ہے
مانیف کے علاوہ ایک نایاب رسالہ [illegible] چہپا ہے۔

سقراط

یونان کا سب سے زبردست سب سے عالی خیال اور سب سے زیادہ نیک نفس فلاسفر ہے
ر کو یونانی سقراطیس لکہتے ہے جسکے معنے انکی زبان مین عدل پرور کے تہے
سکے باپ کا نام سفرونیعس تہا جو بت تراشی کا کام کیا کرتا تہا ہوش سنبہالا
لے تہا سقراط نے بہی یہی خاندانی صنعت حاصل کرنی شروع کی کیونکہ
نہ مین بت پرستی عام مذہب ہونے کی وجہ سے یہ پیشہ موجب خیر و برکت سمجہا
ا۔ لیکن قریطو نامی ایک دولتمند فلسفی نے سقراط کی طباعی اور ذہانت کا اندازہ
وسے تحصیل فلسفہ کی طرف متوجہ کیا اور اس طرح سقراط کو آبائی پیشہ ترک
ا موقعہ ملگیا۔ سقراط یونان کے مشہور حکیم فیثاغورث سے مسائل الہی درس

رموز حکمت سیکھتا تھا۔ اور بند قلیس نام ایک قدیم یونانی حکیم کے اصول کا پیرو
یونانی بادشاہ فلسفیون اور حکیمون کی ایسے ہی قدر کرتے تھے جیسے کہ آجکل
مذہبی مقتداون کی کی جاتی ہے لہذا اکبر لڑائی کے موقعون پر انہین تبرکًا اپنے
ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔

اسی رسم کے مطابق ایک مرتبہ یونان کا فرمان روا سقراط کو اپنے ہمراہ لے گیا
سقراط بجائے سپاہیون مین رہنے اور اون سے ملنے جلنے کے مقام خلوت مین بیٹھا
رہتا۔ اور جب دہوپ نکلتی تو دہوپ کہانے کو باہر آ بیٹھتا ایک دن اتفاق سے
بادشاہ کا ادہر گزر ہوا جہان سقراط بیٹھا ہوا دہوپ کہا رہا تہا۔ بادشاہ نے
سقراط سے پوچھا آپ میرے پاس کیون نہین آتے۔ جواب دیا۔ فرصت نہین
، پوچھا آخر آپ کیا کرتے ہین۔ کہا۔ صرف وہی کام جس سے زندگی قایم رہے بادشاہ
نے حیرت سے کہا کیا بڑی چیز ہے یہ تو ہر وقت آپکے واسطے میرے پاس موجود رہتی ہے
سقراط نے جواب دیا اگر یہ ہی امید ہوتی تو آپکا دروازہ کبہی نہ چہوڑتا۔ بادشاہ نے
اس بات کو چہوڑ کے سقراط سے دریافت کیا مین نے سنا ہے آپ کہتے ہین بت پرستی
سے نقصان پہونچتا ہے سقراط نے جواب دیا نہین یہ تو مین نے نہین کہا بادشاہ
دریافت کیا پہر آپ کیا کہتے ہین۔ سقراط نے جواب دیا کہ میرا تو یہ قول ہے کہ بت پرستی
بادشاہ کے واسطے مفید ہے اور سقراط کے لئے مضر کیونکہ بادشاہ ایسے مذہب کے
سے رعایا کا انتظام کرتا ہے اور خراج حاصل کرتا ہے برخلاف اسکے سقراط کو یقین
ہے کہ بت پرستی سے نہ کوئی نفع ہو سکتا ہے نہ ضرر پہونچ سکتا ہے اوسے تو ایک
خدائے مطلق پر بہروسا ہے جو اوسے روٹی دیتا ہے اور ہر برے بہلے کام کا
بدلہ دیگا بادشاہ نے پہر پوچھا اچھا آپ کو کچھ حاجت تو نہین۔ سقراط نے
جواب دیا۔ اگر حاجت ہے تو صرف اسقدر کہ آپ تشریف لے جائیے کیون ک

[illegible] ے ہونے سے میری دہوپ رُکتی ہے۔
سقراط نے بہت دنون تک طیماتا داس نام ایک زبردست فلسفی کی شاگردی کی
دراپنے فلسفیانہ مذاق مین زیادہ تر اوسی کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ سقراط خدا پرست
ور علوم روحانیہ مین منہمک رہتا۔ سقراط کی زندگی کا طرز عمل تہا دولت وحشمت کو
ہ ذلیل خیال کرتا تہا۔ اور فخر و تمکنت کو انسان کا سب سے بڑا عیب۔ اپنے تصوف
ی معراج پر پہونچ کے صدائے توحید بلند کی اور علانیہ بت پرستی کا مخالف ہوگیا
ور بخوف و خطر کہنا شروع کیا کہ ان بتون کی پرستش چہوڑ دو جو پتہر سے کاٹ کاٹ
ے بنائے گئے ہین۔ نہ بول سکتے ہین نہ سن سکتے ہین عبادت اوسی خدائے واحد
بزرگ کے لئے ہے جو پاک و صاف ہے سب کا پیدا کرنے والا حکیم و دانا ہے اوسیکو
ہر بات کی قدرت ہے۔ اور ہر چیز اوسی کے اختیار مین ہے اوسی کی پرستش کرو۔
یہ خبر جیسے ہی مشہور ہوئی یونانیون کا مذہبی مقتدا بڑے بڑے بت خانون کے پجاری
اور سلطنت کے کونسل کے تمام ارکان بگڑ گئے اور ہر طرف سخت برہمی پیدا ہوئی
آخر کار اثینہ کے قاضیون اور مجسٹریٹون نے بالاتفاق اوسکے واجب القتل ہونیکا
فتوی دیدیا فرمانروائے اثینیہ کو اگرچہ فتویٰ نہایت ناگوار تہا مگر اوسکے اختیار
سے باہر تہا کہ کونسل کے فتوے کو مسترد کردے تاہم اوسنے اتنی مہربانی ضرور کی
کہ سقراط سے پوچہا۔ آپ جسطرح قتل ہونے کو پسند کرین وہی طریقہ عمل مین لایا جائے
سقراط نے زہر پی کے جان دینے کو پسند کیا اور یہ ہی طریقہ منظور کرلیا گیا۔ کے
اُن دنون معمول تہا کہ ہر سال ایک جہاز یونانیون کی نذرین اور چڑہاوے لیکے اپالو
مندر کو جایا کرتا تہا اپالو یونان کا سب سے بڑا دیوتا تہا اور جب تک یہ جہاز وہان سے
واپس نہ آجاتا تہا کسی کو سزا نہ دی جاتی تہی موسم کی خرابی اور سمندر مین طلاطم ہونے
کی وجہ سے اس زمانہ مین جہاز کی روانگی کو بہت دیر ہوئی جسکی وجہ سے بیچارہ سقراط

واجب القتل ٹہرائے جانے کے بعد کئی مہینہ تک قید خانہ مین پڑا رہا مگر یہ غنیمت تہا کہ اوسکے شاگردون اور عزیزون کو اوس سے ملنے کی اجازت تہی-

جہاز کے آنے مین دو چار روز رہ گئے تہے کہ اوسکا شاگرد رشید اقریطیون قید خانہ مین سقراط سے ملا اور اوس سے کہا کہ مین چار سو درہم داروغہ محبس کو دئے دیتا ہون آپ قید خانہ سے بہاگ کے روم چلے جائیے ورنہ جہاز آجانے کے بعد پہر کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سقراط نے اپنے شاگرد کو جواب دیا کہ جس جرم مین سزائے موت میرے واسطے تجویز ہوئی ہے وہ ایسا جرم ہے کہ مین جہان جاؤنگا اسی سزا کا مستحق ہونگا پس میرے واسطے دنیا کا ہر ایک حصہ برابر ہے یہان اہل وطن میرے اہل عیال سے بحیثیت اہل وطن کے رعایت کرینگے دوسرے ملک مین یہ رعایت ہی نہ ہوگی مین بت پرستی کا مخالف ہون پس یہ مخالفت مجہے کہین چین نہ لینے دے گی- سقراط کا یہہ جواب سنکے اقریطیون خاموش ہو گیا-

اس گفتگو کے تیسرے دن جہاز ڈیلوس سے واپس آگیا اور اب وہ گہڑی آگئی کہ بیچارہ سقراط خدا پرستی کے جرم مین قتل کیا جائیگا- سقراط کو حکم سنایا گیا کہ آپ جو کچہہ کرنا ہو اوس سے فارغ ہو جائیے- یہ حکم سنکے سقراط نے غسل کیا اور عبادت مین مشغول ہوا اور بعد اسکے اپنے شاگردون اور اہل بچون سے ملاقات کرکے زہر کا پیالہ جو چپراسی نے لاکے دیا تہا بخوشی نوش کر لیا- زہر کا پینا تہا کہ موت کے آثار شروع ہوگئے اور آخر کار یہ خدا پرست حکیم دنیا سے رخصت ہو گیا-

سقراط کے فیض عام کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب سقراط کو زہر دیا گیا ۲۱- ہزار شاگرد ارض یونان مین موجود تہے- سقراط کی نیک نفسی پاک طینتی اور اپنے نفس پر قابو حاصل کرنے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حسب دستور جب سقراط کو شادی کے لئے مجبور کیا گیا تو اوسنے اپنی کوشش سے ڈہونڈکے ایسی عورت سے شادی کی

جو سارے اثینیہ مین بدمزاج بیہودہ اور بدتمیز مشہور تہی اس انتخاب سے غرض یہ تہی کہ
اوسکی جہالت پر صبر کرتے کرتے اور بدخلقیان سہتے سہتے اپنے نفس کو اس قابل بنا لے
کہ عوام کالانعام اور خودپرست امرا کی بدتمیزیان اور سرکشیان برداشت کی جا سکین تو
شاید نفس کشی کا اس سے زیادہ مکمل اور سخت نمونہ دنیا مین کوئی اور شخص نہ دکہا سکا ہوگا
سقراط کی عمر مین اختلاف ہے بعض مورخ ۷۰ برس کا لکہتے ہین بعض کا خیال ہے کچہہ اوپر
سو برس تک زندہ رہا اکثرون کا اتفاق ہے کہ جب اوسے زہر سے ہلاک کیا گیا اوسکی عمر
۷۰ برس کی تہی اور یہی قول زیادہ معتبر ہے۔

طالب علی خان عیشی

شعرا - دور چہارم مین سے جو فیض سخن مصحفی سے جاری ہوا اوسکی کوئی دوسری مثال نہین
ملتی اور کیون نہ ہو۔ کمال سخندانی اور کہنہ مشقی نے انہین اس مرتبہ پر پہونچا دیا تہا کہ ہر طالب
کمال شاعری ان سے مستفید ہونے کو اپنا فخر سمجہتا تہا۔ خواجہ حیدر علی آتش و مظفر علی خان اسیر کے
اسمار مبارک سے کون واقف نہین۔ یہ حضرت انہین کے ارشد تلامذہ مین سے تہے کرامت علی
خان شہیدی و منور خان غافل کے کلام نے جو شہرت حاصل کی وہ محتاج بیان نہین۔
ان مشاہیر شعرا کے علاوہ شاگردان مصحفی مین اور بہی چند لوگ ایسے گزرے ہین جنکا کلام
شایع نہین ہوا۔ اور اونکی شہرت نہ ہونے پائی لیکن یہ گمنامی اونکے نقص سخن کی وجہ سے
نہین بلکہ یہ اتفاقات عجیبہ کا نتیجہ ہے۔
میر حیدر علی گرم - نور الاسلام منتظر - محمد عیسی - تنہا - طالب علی خان عیشی انہین لوگون مین
سے ہین جو اپنے کلام کے شایع نہ ہونے کی وجہ سے مشہور نہ ہونے پائے۔
طالب علی خان عیشی جنکی مختصر سوانح عمری ہم لکہہ رہے ہین ریختہ گوئی مین مصحفی اور فارسی مین
مرزا قتیل کے شاگرد تہے ان کے کلام مین مصحفی اور میر کے جہلک پائی جاتی ہے
آپ لکہتے ہین۔

نالہ سونے اثر ہے دعا ہے سونا مقبول — کیا جانئے آگیا تہا وہ تا مہربان کہان
تصور مین مرے کس شوخ کی رنگین ادائی ہے — کہ رنگ اشکہاے چشم چون پالا حنائی ہے
جہان مین خستگان خاک کے کیا خوب گزری ہے — نہ فرق بادشاہی ہے نہ تمیز گدائی ہے

اساتذہ دہلی خصوصًا خاندان غالب و مومن مین فارسی ترکیبون کا استعمال اکثر ہے اور بڑی خوبی سے ہے اور علاوہ اسکے کہین کہین بجائے اصل فارسی ترکیبون کے اون کے ترجمہ اردو مین اس دلاویزی کے ساتھہ کئے گئے ہین کہ قدردان سخن ہے کا دل جانتا ہے یہ بات شعراء لکھنو مین بہت کم پائی جاتی ہے لیکن عیشی کا کلام باوجودیکہ لکھنو ہی مین پلے بڑہے ان تمام خوبیون سے لبریز نظر آتا ہے کہتے ہین۔

ہوا سرمایۂ صد الامان ناصور سینے کا — نیا صبح قیامت مرہم کافور سینے کا
کبھی صیاد چہیڑے ہاتھہ کاہے باغبان والے — چمن مین کیا سمجھہ کر کوئی طرح آشیان ڈالے

شور افگندن کا ترجمہ کرتے ہین۔

نہ چہیڑ اے باغبان گل کو مبادا آہ یار سے — چمن مین شور محشر بلبل آتش زبان ڈالے
ہجوم ناتوانی کم نہین تسخیر عیشی کو — کوئی کیون پانون مین ایسی کڑی زنجیر گران ڈالے
اوسے آتے جو دیکہا بلبلو نے سیر گلشن کو — گئے سو شکر کے سجدے بچہا کر گل کے دامن کو
جنون نے پائی وحشت آشنا باہر نکالے ہین — مرے دامن سے تا نکو عرصہ محشر کے دامن کو

پائی وحشت آشنا کی ترکیب ملاحظہ ہو میر حسن مرحوم صاحب مثنوی نے بہی یہی مضمون کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

شب وصل صنم ہے آج اے ہمدم کسی ڈہب سے — گریبان سحر کو ٹانک دیجو دامن شب سے
گریبان گیر گردون ہے غبار راہ محرومی — کسی کی خاک سے جہٹکا کسی ظالم نے دامن کو

یہ اشعار خوبی ترکیب مین اپنا آپ ہی جواب ہین۔

خوبی شعر مین نزاکت مضمون و لطافت الفاظ کو بہت بڑا دخل ہے اور اساتذہ کامل کے

کلام مین یہ بات خصوصیت سے پائی جاتی ہے کہ وہ جس قسم کا مضمون ادا کرتے ہین اوسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہین - میرا صغر علی جان نسیم کی ایک غزل ہے - دامن تنگ - گلشن تنگ - اوس مین عیشی اپنے کو بلبل قرار دیکر شکوہ محرومی کرتے ہین -

چمن مین فصل گل آئی ہوی ہین کنج قفس مین ہون - مبارک باد مجھ کو ڈھونڈ جاتی ہے نشیمن تک

رندانہ مین انتہائے شوق مے نوشی کو کس خوبی سے ظاہر کیا ہے -

برستا ہے جو ابر تر تمنائین ٹپکتی ہین ڈبو دے آب مے مین آج ساقی مجھ کو گردن تک

دامن صحرا کی ترکیب مین جوش وحشت کا اظہار ہے -

یہی وحشت ہے تو اکدن لگا کر آگ گلشن مین پڑے ہونگے لپیٹے منہ کسی صحرا کے دامن مین

کبھی مرنے کی بد دعا ہے -

جلایا غمزدہ نے اسکے دل ہم دردمندونکا لگا دے آتش گل کوئی بلبل کے نشیمن مین

جوش بہار کی جنون انگیزیون کی کیا تصویر کھینچی ہے -

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا اس برس تنگ جو ابی تھا جو زندان مین نہ تھا

نازک مزاجی محبوب کو کن الفاظ مین بیان کرتے ہین -

فرش گل پر گر قدم رکھتا ہے وہ نازک مزاج پانون اپنے پوچھتا ہے چادر مہتاب سے

.. رکھتے ہین -

ہستی کا جو اپنے مجھے مختار بناتے سو بار مٹاتا مین جو سو بار بناتے

نے کبھی روئے نہ ٹپکا سر کو گا ہے سنگ پر مفت اپنا خون ہوا جرم شکست تنگ پر

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پرخون کا حال اک صراحی مئے گلگون کی بھری دکھلا دی

عیشی کے کلام مین اگر کچھ نقص ہے تو یہ ہے کہ اونکی اکثر غزلین صرف خوبی ترکیب پر قایم ہین ورنہ بلندی مضامین کے لحاظ سے اونکا پایہ بہت سست ہے علاوہ اسکے کہین کہین تعقید لفظی بھی اعتدال سے زیادہ ہے اور اکثر مقامات پر اونکے کلام مین تنزا

لطافت الفاظ اور ترکیب فارسی نے یکسانی پیدا کردی ہے اسلئے اگر ایسے مقامات کے اشعار متفرق طور پر پڑہے جاوین تو انتہا سے زیادہ پر لطف ہوتے ہین لیکن اون کے سلسلہ وار پڑہنے مین وہی یکسانی کا نقص اونکی خوبیون کو چہپا دیتا ہے - اور یہی باعث ہین جنکی وجہ سے وہ اول درجہ کے اساتذہ مین شمار نہین کی گئی کیونکہ اساتذہ کے کلام مین ہر قسم کے مذاق کے لیئے سامان دلچسپی موجود ہوتا ہے اور اون مین ایسے عیوب کا ہونا قریب قریب ناممکن ہے مثلاً مرزا غالب یا خواجہ آتش کا کلام - خیر قطع نظر اون عیوب کے جنکو عام نظرین نہین دیکہہ سکتین اور معمولی خیال وہان تک نہین پہونچ سکتے عیشی کا کلام بہ حیثیت مجموعی نہایت دلچسپ ہے - عیشی کا دیوان کمیاب ہے - ہم بعض منتخب غزلیات اونکے دیوان سے ہدیہ ناظرین کرتے ہین -

مقبول گوش گل ہی میرا فغان نہ ٹہیرا — ہم مرتبہ عنادل مین خستہ جان نہ ٹہیرا
تہا بسکہ بے تعلق مانند نکہت گل — دوش نسیم پہ بہی مین کچہہ گران نہ ٹہیرا
اصد رہے نزاکت اوراق بوئے گل سے — گلزار مین وہ رشک صد گلستان نہ ٹہیرا
مرغان بوستان سے بیفائدہ تہی کاوش — دو دن سے گل زیادہ اے باغبان نہ ٹہیرا
کیا خضر دشت پیما آوارہ گرد یون مین — جب سامنے ہمارے یہ آسمان نہ ٹہیرا
پردہ جو رخ سے اوٹہا اوس رشک مہ کا عیشی — رتبہ قمر کا ہرگز پیش ازکتان نہ ٹہیرا

تنہا مین اس جہان کے محفل مین رہگیا — اور داغ ہمرہان سفر دل مین رہگیا
اوٹہتے ہی تیری بزم مین اوٹہا یہ غلغلہ — بہتونکا دل کشاکش محفل مین رہگیا
یہان دست و پا ہی ضعف سے ہلنے نہ پائے آہ — وہ خواہش تپیدن بسمل مین رہگیا
رویا مین یاد کرکے بہت ماجرائے دل — پروانہ جلکے رات جو محفل مین رہگیا
عیشی مشابہت رخ جانان تہی دل سے — پر داغ عارض مہ کامل مین رہگیا

ستم کس تہ کی شمشیر لئے پہرتی ہے — کہ قضا حسرت تکبیر لئے پہرتی ہے
دل اس فصل مین دیوانہ ہوا ہے شاید — کہ ہوا ہاتہ مین زنجیر لئے پہرتی ہے
نسیم گشتہ خدا جانے کہان ہے کہ صبا — خبر لیلئے دلگیر لئے پہرتی ہے
پہول یون ہوگئے برباد کہ اب بلبل زار — آرزوئے گل تصویر لئے پہرتی ہے
بادہ نوشان خرابات مغان مژدہ کہ آج — مغفرت دفتر تقصیر لئے پہرتی ہے
گل نے کیا بے ادبی کی کہ ترے آگے نسیم — تازیانہ پئے تعذیر لئے پہرتی ہے
ضعف ہرچند کہ زنجیر قدم ہے عیشی — گردش خامہ تقدیر لئے پہرتی ہے

علامہ محمد تقی یرغانی

آپ کا اسم شریف محمد تقی - ملقب بہ شہید ثالث - والد بزرگوار کا نام محمد یرغانی قزوینی تہا آپ موضع یرغان مین پیدا ہوئے تہے اور اسی وجہ سے آپکو محمد تقی یرغانی کہتے ہین اس بات کا پتہ نہین چلتا کہ آپنے اپنا اصلی وطن کیون چہوڑ دیا کیونکہ آپ کی پیدائش تو یرغان مین پائی جاتی ہے مگر بعد اسکے مقام قزوین مین آپ سکونت پذیر رہے اور تاریخ سے ترک وطن کا کوئی سبب معلوم نہین ہوتا - آپ کی ابتدائی تعلیم مقام قزوین، مین ہے ہوئی مگر بعد ازان اصفہان او عتبات عالیات مین تکمیل حاصل کی عتبات مین سید علی بن سید محمد طبا طبائی صاحب شرح کبیر کے درس مین برابر شریک رہے - آپ کو جسقدر تحصیل علم کا شوق تہا دوسرے کو ہونا مشکل ہے جس زمانہ مین آپ اصفہان مین تعلیم پا رہے تہے آپ پر تنگدستی نے غلبہ کر رکہا تہا - دو دو دن کے فاقہ گزرتے تہے - اکثر بہوک سے تنگ ہوکے خربزہ کے چہلکون پر جنکو لوگ پہینکدیتے تہے شکم پری کر لیا کرتے تہے - مگر اس فاقہ کشی اور تکلیف کے زمانہ مین بہی تحصیل علم مین کبہی غفلت نہین کی اپنے ہمعصرون سے ہمیشہ ممتاز رہے - ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ آپ پر کئے فاقہ گزرگئے اور کچہہ غذا میسر نہوی - کچہہ پیسے

ہمارا چارہ کے ذریعہ سے حاصل کئے اور بازار تشریف لے گئے بازار میں جاکے آپ کو یہہ خیال آیا کہ ایسی چیز خریدنی چاہیئے جو سب سے زیادہ سستی ہو - آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک نے آواز دی "ایک من خربزہ دو پیسہ میں" ملا نے سوچا اس سے زیادہ سستی چیز دوسری نہین مل سکتی یہ سوچ کے آپ نے وہ خربوزے خرید لئے مگر افسوس کہ جب بقدر ضرورت ان خربوزوں کو شگافتہ کیا تو ان میں سوائے پانی کے کچھ نہ ملا ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ انسان کو بھوک کی تکلیف کیا مزا چکھاتی ہے اور کوئی دوسرا شخص سوائے نفوس قدسیہ کے بھوک میں صبر نہین کرسکتا ناظرین غور کرسکتے ہین کہ ملا محمد تقی صاحب کو فاقہ پر فاقہ گزرتا تھا بھوک سے بے تاب ہو رہے تھے بڑی محنت سے غذا فراہم کی تھی جبکا یہ حال ہوا - ملا کا کیا حال ہوا ہوگا - مگر نہین آپ نے صبر کیا اور برابر اپنے کام مین مشغول رہے -

جب آپکی تحصیل علم کی تکمیل ہو چکی آپ طہران مین تشریف لے آئے اور یہان پر عرصہ تک درس تدریس مین مشغول رہے اور پھر عتبات عالیات کی زیارت کو تشریف لے گئے جہان اپنے استاد آقا سید علی طاب ثراہ سے اجازۂ اجتہاد حاصل کرکے ایران چلے گئے - ایران مین اوسوقت فتح علی شاہ بادشاہ تھا - جس سے آپکی نہ بنی اور وہان سے بھی آپ کو رخصت ہونا پڑا -

اور آپ نے دارالسلطنت قزوین مین نزول اجلال فرمایا - قزوین مین ملا عبدالوہاب[۵۱] سے جو عالم اور رئیس تھے آپکو بہت مدد ملی اور یہ ہی آپکی شہرت کا باعث ہوے -

شہید ثالث علیہ الرحمۃ نے اپنے استاد سید علی اور آقا سید محمد خلف آقا سید علی اور

---

۵۱ ملا عبدالوہاب آپکا وطن قزوین ہے نجف اشرف بقصد زیارت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب تشریف لے گئے اور مرض موت مین علیل ہوگئے - گلزار جنان کی راہ لی اور نجف اشرف میں ہی مدفون ہوئے آپ بڑے عابد و زاہد تھے اور ترویج علم و امر معروف مین بہت کوشان تھے آپکو چالیس مجتہدون سے اجازت حاصل ہے -

جناب شیخ جعفر علی نجفی سے اجتہادی اجازت حاصل کی تہی یہ علما جن سے آپکو مسند
اجتہاد حاصل ہوئی اپنے زمانہ کے آپ ہی جواب تہے - ملا کا ایسے علما اور فضلا سے
سند پانا خود بتلا رہا ہے کہ ملا کس پایہ کا عالم گزرا ہے - ملا موصوف کی تصانیف سے
سیکڑون کتابین موجود ہین جو درس مین شامل ہین - کتاب عیون الاصول - منہج الاجتہاد
شرح شرائع ۴۲ جلدون مین - مجالس المومنین آپکی ہی تصانیف سے ہین - صدہا رسالے
ایسے ہین جو مختلف اصولون پر تحریر کیے گئے اور جو اب تک معتبر گنے جاتے ہین -
علاوہ حضرت عالم متبحر ہونے کی وجہ سے اسقدر مشہور ہوئے بلکہ آپکے زہد تقوی کشف و
کرامات اور روحانی اور عبادات نے بہی آپکو شہرت کی معراج تک پہونچا دیا تہا - آپ
ہمیشہ نصف شب کو اوٹہکر مسجد مین تشریف لیجاتے اور صبح تک نماز و مناجات تضرع و
زاری مین مشغول رہتے تہے آپ کا خضوع و خشوع اس درجہ پر تہا کہ کسی قسم کا خوف اور
کسی قسم کی تکلیف آپ پر اسوقت جبکہ عبادت مین مشغول ہوتے تہے کچہہ اثر نہین کرسکتی
تہی آپ کی حالت عبادت کے وقت دیکہنے سے تعلق رکہتی تہی کسی قسم کا خیال کسی قسم کا
اندیشہ آپکو محسوس نہ ہو سکتا تہا - نماز مین آپکی حالت یہ ہوتی تہی کہ بند بند خوف
خداوند تعالی سے کانپتا تہا - آنکہون سے آنسو جاری ہوتے تہے کوئی آوے کوئی جاوے
غل ہو شور ہو آپ کو کچہہ خبر نہ رہتی تہی اکثر دیکہا گیا ہے کہ ایسی نماز کے بعد اگر کسی
گذشتہ واقعہ کا جو مسجد مین آپکی نماز کی حالت مین ہوا ہو دریافت کیا گیا تو نفی مین جواب
ملا - آپکی طرز معاشرت بالکل بزرگان دین کی سی تہی - آپکو نہ کسی اچہی چیز سے رغبت
ہوئی اور نہ خراب چیز سے نفرت ظاہر کی جتنا مل گیا کہا لیا جیسا دستیاب ہو سکا
پہن لیا اور خدا کا شکر ادا کیا -

آپکی کشف و کرامات کے متعلق صدہا روایتین مشہور ہین جنکو بخوف طوالت ہم لکہنا نہین چاہتے
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپنے ایک مجرم بیگناہ شرعی کی سزا مین حد جاری کی - ملا کے حکم ز

فوراً تعمیل کی گئی مگر مجرم کو ملا سے ناحق دشمنی ہو گئی اور اسنے چاہا کہ ملا کو قتل کرے
ملا کے قتل کے لئے اس شخص کو سوائے عبادت کے وقت کے دوسرا اچھا موقعہ نہ ملتا تہا
اسی لئے ایک دن جب ملا اپنے کتب خانہ مین مشغول بہ عبادات تہے اسنے چاہا کہ ملا کو
قتل کرڈالے مگر جب اوسنے کتب خانہ کے دروازہ کے اندر قدم رکہا تو اسے ایسا
معلوم ہوا جیسے کسی نے پیچھے سے اسکی کمر پکڑ لی اسنے مڑ کر ادہر ادہر دیکہا جب کسیکو نہ پایا
تو اس حادثہ کو ایک خیال اور وہم سمجھکے پہر اندر جانے کی کوشش کی۔ تین دفعہ
اسنے کوشش کی مگر تینون دفعہ اسکو یہی معلوم ہوا کہ کسی نے پیچھے سے کمر پکڑ لی
ہے۔ جب سہ دفعہ ایسا معاملہ پیش آیا تو اسے ملا کی کرامت کا فوراً یقین ہو گیا اور
بہ صدق دل سے اپنے خونی ارادہ سے باز آیا اور پہر اندر جانے کی کوشش کی اس مرتبہ
اسکو کسی قسم کی حرکت محسوس نہین ہوئی اور یہ سیدہا ملا کے خدمت مین چلا گیا اور معافی چاہی۔
دوسرا واقعہ بہی ایسا ہی پیش آیا کہ اپنے قزوین مین ایک تاجر پر حد شرعی جاری کی
تہی اور اوس تاجر نے آپکے قتل کا پورا ارادہ کر لیا تہا۔ مگر جس رات اوسنے ملا کے قتل
کا سامان کیا اوسی رات اوسکے گہر مین آگ لگ گئی اور تمام گہر جل کے خاک سیاہ ہو گیا
ملا شیعی علماؤن مین سے مستند عالم شمار کئے جاتے ہین اور آپ کو دیگر شیعی علماء
پر خاص فوقیت ہے۔ آپ شہید ثالث کے نام سے زیادہ مشہور ہین۔
آپ سنہ ۱۲۶۲ مین فرقہ وہابی کے ہاتہ سے شہید ہوئے۔ آپ نماز مین مشغول تہے
کہ دشمنون نے آپ کی گردن پر ایک نیزہ مارا۔ پہلا نیزہ کہانے پر آپ عبادت
خداوندی مین برابر مشغول رہے مگر ادہر نماز ختم ہوئی ادہر آپکے دوسرا نیزہ
لگا جس سے آپ بیتاب ہو گئے طاقت بشری نے جواب دیدیا سنبہل نہ سکے سجدہ سے
سر اوٹہا کے پوچہا کون ہے اور مجہے کس گناہ پر قتل کیا جاتا ہے۔ ملا کے اس سوال
کا جواب کچہہ نہ دیا گیا۔ اور تیسرا نیزہ آپکے منہ پر پڑا جس سے طاقت کلام بہی جاتی

گئی اور مسجد خون کی ندیوں سے بھر گیا جب آپ نے دیکھا کہ میرے خون سے مسجد خراب ہوتی ہے بخیال تعظیم خانہ خدا محراب عبادت سے اٹھے اور دروازۂ مسجد تک آئے مگر ضعیفی اور زخموں کی اذیت نے آگے نہ چلنے دیا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ جب آپکے ورثا کو اس جانگزا واقعہ کی خبر ملی تو وہ اوٹھا کے لے گئے اور تمام دو دن تک بستر بیماری پر تڑپ تڑپ کر گلزار جنان کو سدھارے۔ آپ کو عتبات عالیات میں دفن کرنے کا ارادہ تھا لیکن اہل قزوین نے اس شرف کا ہاتھ سے نہ جانے دیا اور جوار شاہزادہ حسین میں آپ مدفون کئے گئے۔

ادریسی

علم جغرافیہ جاننے والوں مین فاضل شریف ادریسی کا رتبہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اکثر مورخون کی رائے کے بموجب عربون مین سے پہلا شخص جس نے جغرافیہ تحریر کیا وہ بصرہ کا رہنے والا تھا۔ اوسکو جغرافیہ کے اصولون سے واقفیت نہین تھی صرف اوس نے بدو قوم کے حالات اور قبائل عرب کی زندگی اور طرز معاشرت کو بیان کیا تھا اور کچھ حالات شمس و قمر و کواکب اور رات و دن کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق قلمبند کئے تھے اور جہان تک اوسکا علم اوسے مدد پہونچا سکا عرب کے جنگلون پہاڑون کا حال بھی تحریر کیا۔ اس لحاظ سے ہم ادریسی کی نسبت یہ تو نہین کہہ سکتے کہ یہ علم جغرافیہ کا موجد ہے۔ مگر پھر بھی جن اصولون پر اسنے جغرافیہ کو تحریر کیا اوس مین اور سب سے پہلے رسالہ مین زمین آسمان کا فرق ہے اور اس سبب سے یہ ماننا پڑیگا کہ گو ادریسی جغرافیہ کا موجد نہ ہو لیکن علم جغرافیہ کی ترقی کا باعث ضرور ہوا۔ یہ فاضل بزرگ ۴۹۳ھ ہجری مین بمقام شہر سبتہ پیدا ہوا تھا اور دار الخلافہ قرطبہ کے شاہی دار العلوم مین تعلیم پائی۔ ادریسی کو علم ہیئت فلسفہ اور جغرافیہ مین اعلی درجہ کی قابلیت تھی۔ یہ تمام علوم ادریسی نے شاہی دار العلوم مین سیکھی

ادریسی نے علوم وفنون کی تکمیل کے بعد اپنی تجربہ کو وسیع کرنے کے لئے سیاحت شروع کی اندلس اور سواحل افریقہ کی سیاحت کے بعد شام کے راستہ سے قسطنطنیہ وارد ہوا اور اناطولین علاقہ کی سیر کرتا رہا پھر یورپ کی سیر کرتا ہوا جزائر صقلیہ مین پہونچا اور لندن فرانس اٹلی کے خوب سیر کی ادریسی کی زندگی کا خاتمہ سیاحت مین ہی ہوا اس سبب سے تاریخ و تمام رفات کا پتہ نہین چلتا۔

ادریسی نے چاندی کا کرہ زمین بنا کے تمام ممالک کا نقشہ حدود اور اقالیم سبعہ کو اسپر ثبت کیا تھا۔ اسی نقشہ کے موافق اس نے اپنی کتاب کو تصنیف کیا اور نزہتہ المشتاق فی اختراق الآفاق نام رکھا اس چاندی کے کرہ پر جو نقشہ تھے اونسے ادریسی نے اپنی کتاب مین ۹۰ نقشہ لکھے ہین۔ اور آثار اسلاف اور سیاحون کی شہادتون سے ان نقشون کی صحت کو مدلل طور سے اپنی کتاب مین تحریر کیا ہے یہ نقشہ جو آج کل یورپ کے ملکون مین عام مدارس مین پڑھائے جاتے مین اسی فاضل کی ایجاد ہین۔

ادریسی کی کتاب کے مختلف نسخہ ہین کیونکہ ادریسی کی یہ عادت تھی کہ جب ایک نسخہ کو زیادہ طول ہو جاتا تھا تو اسے مختصر کرنے کے لئے ختم کر دیتا تھا۔ اور اوسکی نقل عام طور سے مشتہر ہو جاتی تھی۔ لوگ اوسکی تصانیف کو نہایت قدر کرتے اور دلچسپی سے دیکھتے تھے۔

آج کل اس کتاب کے دو ضخیم نسخہ ان اصلی نسخون سے پیرس مین موجود ہین اور ایک نسخہ کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین ہو کے ۱۸۳۶ء مین شائع ہو چکا ہے اس کتاب مین جو حصہ اسپانیہ اور افریقہ کے متعلق ہے اوسکو فرنچ زبان مین ترجمہ کرکے اکسفورڈ یونیورسٹی نے اپنے کورس مین داخل کر لیا ہے لیکن اس پر بہت سے حواشی اپنی طرف سے بڑھا دیے تھا۔ یہ کورس لیڈن کے مطبع مین

ہا گیا ہے۔

صل کتاب یا اوسکے متعدد نسخہ جو عربی مین ہمن کہین نہین چہپے۔

ی

رخان عرب مین جو شہرت طبری کو فن تاریخ کی وجہسے نصیب ہوئی وہ کسی کو نو
نہین ہوئی اکثر واقعات جو طبری نے اپنی تاریخ مین لکہے ہین وہ چشم دید واقعات
ن - طبری نے اون تمام روایات کو اچہی طرح اون اصولون سے جو اوس زمانہ
رایج تہے جانچا ہے جس روایت کی اُسے سند نہین ملی اُس پر اعتبار نہین کیا
ری ان مورخون مین سے نہین ہے جو ایک واقعہ کی نسبت جو مختلف روایتین
ہین بہم پہنچین لکہہ دیتے ہین اور جو اس مین کوئی تنقید اور تحقیق نہین کرتے
ری نے بعض روایتون کی تحقیقات کرکے یہہ بہی لکہہ دیا ہے کہ کیون یہ روایت
یا واقعہ قابل اعتبار نہین سمجہا اور یہ کہ کس طرح اور کن اصولون سے اُن کی جانچ
گئی۔

سول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور نیز ہجرت سے سو برس کے
ندر کوئی کتاب احادیث کی ترتیب نہین دی گئی تہی اس لئے کہ عربون کا قوت
فظہ بہت بڑہا ہوا تہا اور وہ قول رسول کو اپنے حافظہ مین رکہنا کتابی صورت
ن لانے سے زیادہ اچہا سمجہتے تہے سنہ ۱۱ھ مین بعد وفات خلفاء اربعہ مدینہ منورہ
ن جب ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی گئی اس وقت سے احادیث رسول کی ایک
ستقل بلکہ قریب قریب کتابی صورت قایم ہو گئی۔ کوئی ایسی کتاب جو سو برس
ے اندر ترتیب دی گئی ہو دستیاب نہین ہوئی لیکن دوسری صدی ہجری مین
ابین ضرور ترتیب دی گئین اور اُن مین جو روایتین اور احادیث درج کی
ین اُن کے لئے کافی مصالح موجود تہا۔ مثلاً مختلف قسم کی دستاویزین عہد نامے

خطوط۔ احکام۔ فتاوے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سب سے پہلی تاریخ حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوانح عمری کے طور پر ابن اسحاق کی لکھی ہوئی ہے جسکی وفات سنہ ۱۵۰ھ مین ہوئی۔

طبری کی خوش قسمتی تہی کہ ـــ اس سے پہلے جو مورخ گزرے انہون نے بہی حتی المقدور تاریخ کے لکھنے مین خوب چہان بین کی مگر طبری نے اپنے زمانہ مین پچہلے مورخون کی تاریخ سے ہی مدد نہین لی بلکہ ان تمام واقعات کو اچہی طرح جانچا ہے۔

طبری کا پورا نام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری تھا اس کے حلیہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ گورا رنگ بڑی بڑی آنکہین لمبا قد اور جسم چھریرا تہا۔ یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ مرتے دم تک طبری کی ڈاڑہی موچہین سفید نہین ہوئین۔ اس مشہور مورخ کی تعلیمی حالات کی نسبت کسی تاریخ سے پورا پتہ نہین چلتا۔

طبری سنہ ۲۲۴ ہجری مطابق ۸۳۹ء طبرستان کے ایک شہر مین پیدا ہوا۔ بچپن مین ہی بغداد چلا آیا اور اس زمانہ کے مشہور اساتذہ کے حلقہ درس مین شامل ہو گیا پہر شام مصر کا سفر کیا جہان وہ سنہ ۲۶۳ھ مین موجود تہا۔ پہر وہ بغداد چلا آیا اور یہان اپنے زمانہ وفات تک قیام پذیر رہا اس کی وفات سنہ ۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۹۲۲ء مین ہوئی اول درجہ کا محنتی اور ہوشیار تہا۔ اس کے ہزارہا شاگرد تہے اس نے چالیس سال تک چالیس صفحے روزانہ برابر لکہے اگرچہ یہ بات مبالغہ سے خالی نہین مگر طبری کی اتنی بڑی ضخیم کتاب خود اسکی شہادت دیتی ہے کہ اس کا مصنف کس درجہ محنتی تہا۔ کہتے ہین کہ موجودہ تاریخ طبری جو اس وقت پیرس مین طبع ہوئی اور جس کی بیس جلدین ہین کامل تاریخ نہیں ہے اس مین کچہہ شبہہ نہین کہ طبری کی کامل تاریخ یورپ یا مصر مین نہین پہنچی۔ جتنے اجزاء اس تاریخ کے مل گئے اس کو ایک جگہہ ترتیب دیکے جمع کر لیا گیا ہی سنہ ۳۰۲ھ مین جو کتاب طبری کی تاریخ کی ترتیب دی گئی تہی لندن مین طبع ہوئی۔ اس مین ہزار ...

... صورت تہے۔
... ہین کہ طبری کے اصل سودہ کا یہ ایک حصّہ ہے۔ یہ بہی تحقیق ہوا ہے کہ طبری نے بطور ضمیمہ اپنی کتاب کے ساتہ ان محدثون۔ راویون اور مورخون کی ایک فہرست ترتیب دی تہی جس سے اس نے مضامین اخذ کئے ہین۔ جو نسخہ لندن مین چہاپا گیا اس مین بہی اس ضمیمہ کا خلاصہ دیا گیا ہے۔

پیرس مین طبری ایک تو عربی زبان مین جمع ہوئی ہے اور ایک فرانسیسی زبان مین مگر جس طبری کا فرانسیسی زبان مین ترجمہ ہوا ہے وہ واقعی ایک عجیب وغریب کتاب ہے فاضل مترجم نے اُن واقعات کو جنہین طبری نے روایتون کے رنگ مین لکہا تہا تاریخی طرز وانداز کا جامہ پہنا دیا اور بیچ مین سے تمام راویون کے نام اُڑا کے مضامین کا سلسلہ ایسا عمدہ علم ادب مین کر دیا ہے جس سے طبری کی بڑی بہاری وقعت ہوگئی۔

طبری کے بعد جو مورخ مثل رازی۔ مسعودی۔ ثعالبی وغیرہ گزرے ہین انہون نے نہ صرف طبری کی تحقیق وتنقید سے بے فائدہ اٹہایا ہے بلکہ اسماء الرجال کا قاعدہ جو اہل عرب مین روایتون اور حدیثون کی جانچ کے واسطے ایک بڑا بہاری اصول قرار دیا گیا ہے اس مین بہی انہین طبری سے بہت مدد ملی ہے۔

ہم اُن تمام مورخین کا جو طبری سے بعد مین گزرے ہین مختصر سا حال لکہتے مگر اس رسالہ کے واسطے ایسا حال دلچسپ معلوم نہین ہوتا لہذا ہم اسے ترک کرتے ہین۔ غرض طبری ... یون مین ایک ایسا مورخ گزرا ہے جو مورخین کے گروہ مین وقعت کی نگاہون سے دیکہے جانے کے قابل ہے۔

امام اعظمؒ

آپ کا اسم امی نعمان اور ابو حنیفہ کنیت۔ امام اعظم لقب ہے۔ آپ سنہ ۸۰ھ کوفہ میں پیدا ہوئے آپکے والد کا نام ثابت اور زوطی ابن ماہ تہا۔ آپکے دادا عجمی النسل تہے اور ایران کے شاہی خاندان سے

نقل کرتے ہیں کہ آپ کے دادا کا دوسرا نام نعمان تھا جو اسلام لانیکے بعد رکھا گیا۔ اور سلطنت فارس کی بدانتظامی کی وجہ سے مقام سلطانہ مین جو اصفہان کے پاس ایک قریہ ہتا سکونت پذیر ہوگئے تھے بعدازان کوفہ مین بعہد حضرت علی چلے آئے تھے اور تجارت کیا کرتے تھے بعض مورخین لکھتے ہین کہ امام اعظم کے باپ دادا حذف بافی کیا کرتے تہی مگر یہ تحریر ٹھیک نہیں ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ نے سوائے قرآن شریف پڑہنے کے اور کسی علم کی تعلیم نہین پائی اپنے آبائی پیشہ تجارت مین مصروف رہے۔ مگر آپ اکثر اُن صحابہ کے درس مین شریک ہوا کرتے تہے جنہون نے کوفہ مین درس تدریس کا کام جاری کر رکہا تہا اور چونکہ تجارت کی وجہ سے ابوحنیفہ کو اکثر دور دراز سفر کرنا پڑتا تہا اور مختلف علما کی زیارت نصیب ہوتی رہتی ہتی اس لئے ۱۹ برس کی عمر مین آپکو صدہا مسئلے مسائل باوجود کسی علم نہ ہونیکے یاد ہو گئے تہے۔ حافظہ ایسا تیز تہا کہ وعظ کا بہت حصہ صرف ایک دفعہ کے سننے سے آپکو یاد ہوجایا کرتا تہا۔ آپکی تیز ذہنی اور رور طبیعت کی وجہ سے علم کلام مین آپکو خوب ملکہ ہوگیا تہا اور بصرہ کے مختلف العقائد آدمیون سے مناظرہ کرنیکی وجہ سے آپکی شہرت بہی ایک حد تک خوب ہوگئی ہتی اور چونکہ آپکو والد ثابت کے زمانہ مین آپکے پاس عموماً اعیان و اشراف کا مجمع رہتا تہا اور سوائے اسکے کوئی ذکر ہی نہ رہتا ہتا کہ فلان مسئلہ مین رسول اللہ نے یہ فرمایا ہے اور فلان حدیث یون روایت کیگئی ہے اس لئے امام اعظم صاحب مناظرہ مین اپنے مقابل پر غالب ہوتے رہے۔ امام صاحب نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ علم کلام مین ہی صرف کیا اور آخر کار فقہ کی ضرورتون کو محسوس کرکے آپ حماد کے پاس جو اُس زمانہ مین مقام کوفہ علم تہذ و درس دیا کرتا تہا فقہ کی تعلیم پانے لگے حماد سے بہتر اُس زمانہ مین دوسرا فقیہہ نہ تہا۔ طلحہ بن زیاد عبید بن مالک مسعر۔ ابوالمکارم۔ شعبہ جو اسلامی دنیا مین بڑے مشہور ہین حماد ہی کے درس سے تعلیم پاکر نکلے تہی۔ دس برس کامل امام صاحب نے حماد کے درسگاہ مین تعلیم پائی اور آخر کار جب حماد مقام بصرہ اپنے کسی رشتہ دار کے مرجانے کی وجہ کوفہ سے چلے گئے تو آپ ہی حماد کے خلیفہ مقرر ہوئے اور پڑہانا شروع کردیا خود اجتہاد کرتے تہے۔ پڑہانے کا طریقہ پہلے یہ تہا کہ اُستاد بطور لکچر طلبہ سے

بیان کردیا جاتا تھا۔ علم فقہ کے علاوہ امام اعظمؒ کو علم حدیث میں بھی پوری دستگاہ تھی یہ بات تو معلوم
نہیں ہو سکتی ہے کہ آپ نے کس سے تعلیم پائی۔ مگر جہانتک اس معاملہ میں چھان بین کی گئی صرف اسی قدر
پتہ چلا ہے کہ اپنی مختلف درسگاہوں میں اس علم کو حاصل کیا اور مختلف علماء کی صحبت سے مستفید ہوئے
اس زمانہ میں جبکہ امام صاحب کا عالم شباب تھا لوگوں کو حدیثیں جمع کرنیکی طرف رغبت ہو چلی تھی اور
خوب رد و قدح کے بعد حدیث کی صحت و غیر صحت پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ مکہ معظمہ میں عطاء بن ابی رباح
سے آپ نے علم حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ مدینہ میں بھی تشریف لیگئے اور وہاں کے علماء سے بھی حدیثیں
پڑھیں۔ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب کو آٹھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔

امام ابوحنیفہ حضرت امام باقر علیہ السلام کے زمانہ میں تھے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
کے زمانہ کو بھی دیکھا تھا اور اکثر امام جعفر علیہ السلام کی صحبت میں اپنا بہت سا وقت صرف کیا ہے
امام مالکؒ بھی امام اعظمؒ کے زمانہ موجود تھے باعتبار عمر دونوں میں ۱۰ گیارہ برس کا فرق تھا۔
رفتہ رفتہ آپ کے علم و فضل نے یہاں تک عروج پکڑا کہ سلطنت کے پہلو بہ پہلو اسنے ترقی کی اور تھوڑے
زمانہ میں ایک زمانہ کے دلوں پر قبضہ کرلیا۔ اسلامی دنیا میں اندلس کے بعض حصّہ تو حنفی مذہب کے
اثر سے بچ گئے تھے ورنہ کوئی ملک ایسا نہیں تھا کہ جس کا اکثر حصّہ حنفی مذہب کا نہ ہو۔ امام اعظم رح
کی شہرت ہو جانے میں ان کے آبائی پیشہ تجارت نے بھی بہت امداد دی کیونکہ جیسا اوپر لکھا گیا آپ
تجارت کی وجہ سے دور دور کے ملکوں میں سفر کرتے رہتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ امام مالکؒ وغیرہ
کا اثر بالکل محدود ہی رہا۔ اور آپنے اپنے اجتہاد کا اثر دنیا میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ۱۲۱ھ میں زید
بن علی نے جب ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں بغاوت کی تو آپ کو بھی اس بغاوت میں شریک
بتایا جاتا ہے مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔

جب مروان الحمار تخت خلافت پر متمکن ہوا ہے اس زمانہ میں عباسیوں کا بہت زور تھا اسی
وجہ سے مادہ فساد کا دبانا مروان کی قدرت سے باہر ہو گیا تھا۔ مروان نے جب یزید بن عمر
بن ہبیرہ کو کوفہ کا گورنر کرکے بھیجا تو اس نے اس فساد کے فرد کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ امام اعظم

کو قضات کے عہدہ پر مقرر کر دیا جائے۔ مگر آپ نے منظور نہین کیا۔ یزید نے آپ کو قید کر دیا اور دس دُرّے روز مارنے کا حکم دیا اس ظلم پر بھی جب آپ نے اس کے حکم کی تعمیل نہین کی اور لوگون میں اس خبر سے اشتعال پیدا ہونے لگا تو مجبوراً آپ کو رہا کر دیا گیا۔

سلطنت بنو امیہ کے اختتام کے بعد بنو عباس کی سلطنت کا عروج ہوا ادھر بنو امیہ کی سازشون کی آگ ملک مین برابر لگی رہی یہان تک کہ منصور جو ابو العباس سفاح کے بعد تخت نشین ہوا تھا اس نے بنو امیہ کے خاندان کو اپنے خیال میں بالکل تباہ کر دیا۔ مگر سادات کے دعوی خلافت نے اسے بہت پریشان کیا۔ چنانچہ محمد نفس ذکیہ کے قتل کے بعد جو منصور کے مقابلہ مین شہید ہوئے سنہ ۱۴۵ ہجری مین ابراہیم نے منصور پر حملہ کیا جس مین امام اعظم رح بھی شریک تھے اور آپ نے ہر طرح ابراہیم کو مدد دی مگر ابراہیم منصور سے شکست فاش کھا کے میدان جنگ مین کام آئے اسی طرح منصور نے بنو امیہ اور دیگر دعویداران خلافت کی بغاوتون سے نجات پا کے امام اعظم رح کی طرف نظر ڈالی اور اُن کو دربار مین بلا کے درخواست کی کہ قضات کا عہدہ آپ قبول کریجے۔ آپ کے انکار نے جس کو وہ خود چاہتا تھا اسے اس بات کا موقع لینے دیا کہ اپنی خواہش کے مطابق آپ کو قید کر دیا اور بالآخر پوشیدہ زہر دلوا دیا۔

آپ کا مقبرہ جس کو سنہ ۴۶ھ کے آغاز مین سلطان الپ سلجوقی نے تعمیر کرایا تھا مقام خیزران مین واقع ہے اور مشہد ابو حنیفہ کے نام سے مشہور ہے۔

امام ابو حنیفہ رح کے چھ اولاد ہوئین جن مین سے صرف ابراہیم بچے جن کو بعد ازان حماد کے نام سے شہرت دی گئی۔ آپ نے سوائے ایک شادی کے دوسری شادی نہیں کی۔

تمام شد